

قال الحسن بن محمد القومسي -رحمه الله:-
أهل الحديث هم أهل النبي وإن *** لم يصحبوا نفسه، أنفاسه صحبوا
(طبقات الفقهاء الشافعية: ١/٣٧٥)



URDU

بالغة الأردية

الأربعون الوالدانية
أربعون حديثاً صحيحاً مع شرحها

مُحَمَّدٌ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُهَمَّبِيُّ

چالیس حدیثیں برائے اطفال
(چالیس صحیح حدیثیں شرح کے ساتھ)

اردو ترجمہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی



الأربعون الولدانية

تأليف: محمد بن سليمان المرزا

نبذة مختصرة عن الكتاب:

الأربعون الولدانية: "كتاب نافع مترجم إلى اللغة الأردنية لفضيلة الشيخ محمد بن سليمان المهنا-حفظه الله-: عبارة عن شرح أربعين حديثاً من الأحاديث القصار، في موضوعات شرعية متنوعة، وكلها من الأحاديث الصحيحة التي اتفق على إخراجها الشيخان: البخاري ومسلم، أو أحدهما، -رحمة الله عليهما-، وروعي فيها الاختصار لكي يحفظها الصغار، ولتقام عليها الدروس والمسابقات، في البيوت والمدارس والحلقات.



عرض مُترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على نبينا محمد، وعلى آله،
وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

محترم قارئین!

زندگی کے لمحات میں سب سے بہترین اور قیمتی وقت وہ ہے، جسے کتاب اللہ اور سنت
رسول ﷺ کی تعلیم و تعلم اور اس کی تالیف و تصنیف میں گزارا جائے۔ اور نہایت ہی
خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ رب العالمین اس بات کی توفیق دے۔
اور دینی علوم میں کتب حدیث کی تالیف و تصنیف، اس کی نشر و اشاعت اور اس کی
توضیح و تشریح نہایت بابرکت اور عظیم ترین کام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے کتب حدیث میں صحاح، سنن، مسانید، معاجم،
مصنفات، جوامع اور اجزاء وغیرہ کے نام سے متعدد کتابیں اور ان کی شروحات تصنیف

فرمائیں نیز خدماتِ حدیث میں سے ”اربعین احادیث“^(۱) کے نام سے مختلف موضوعات پر تالیف و تصنیف کا زریں سلسلہ بھی ہے، جو امام ابن مبارک رحمہ اللہ سے شروع ہوا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں ”اربعین نوویہ“ کو جو مقام و شہرت حاصل ہوئی، وہ کسی اور کتاب کے حصے میں نہ آسکی^(۲)۔

زیر نظر کتابچہ ((الأربعون الولدانية)) یعنی ”چالیس حدیثیں برائے اطفال“، سعودی عرب کے مشہور عالم دین، شرعی وکیل اور سعودی عدالتی سائنسی سوسائٹی کے ممبر (Society member of the Saudi Judicial Scientific) فضیلتہ الشیخ محمد بن

(۱) واضح رہے کہ اربعین حدیث کی فضیلت میں وارد ساری روایتیں ضعیف ہیں، البتہ متقدمین و متاخرین علمائے اس سلسلہ میں بہت ساری کتابیں تالیف کیں ہیں، لہذا اربعین کی فضیلت کا اعتبار کیے بغیر، مطلق احادیث کے سننے، حفظ کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے سے متعلق صحیح حدیث میں وارد ثواب کی نیت سے تالیف کرنا درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مترجم)۔

(۲) اور یہ شاید مولف کے اخلاص اور حُسن نیت کا ہی نتیجہ ہے، کہ معمولی کتابچہ کو پوری دنیا میں اس قدر مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی کہ ہر منبر و محراب، مساجد و مدارس اور کتب خانے کی زینت بن گئی۔ سچ کہا امام ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ: (رُبَّ عَمَلٍ صَغِيرٍ تُعَظَّمُهُ النَّيَّةُ، وَرُبَّ عَمَلٍ كَبِيرٍ تُصَغَّرُهُ النَّيَّةُ) [أوردہ ابنُ أبي الدنيا في «الإخلاص والنَّيَّة» ص ۷۳]۔ ”بہت سے ایسے چھوٹے اعمال ہیں، جنہیں نیت بڑا بنا دیتی ہے اور کتنے ہی ایسے بڑے اعمال ہیں جنہیں نیت چھوٹا بنا دیتی ہے۔“ (مترجم)۔

سلیمان المہنا حفظہ اللہ کی تالیف لطیف ہے، جس میں مختلف موضوعات (عمقاند، عبادات، معاملات، اخلاق اور آداب وغیرہ) سے متعلق چالیس صحیح احادیث کو مختصر اور مفید شرح کے ساتھ جمع کیا گیا ہے (۳)۔

کتاب دراصل چھوٹے بچوں کے لیے تالیف کی گئی ہے تاکہ وہ ان احادیث کو آسانی سے یاد کر سکیں اور ان کے معانی و مفاہیم کا ادراک کر سکیں اور ان احادیث کے ذریعہ مسابقتی کرانے میں بھی آسانی رہے، اسی لیے بچوں کے معیار اور مستویٰ کا خیال رکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے، بلکہ بعض مطوّل احادیث کو مختصر اذکر کیا گیا ہے اور پھر ان کی مختصر اور جامع شرح کی گئی ہے۔ البتہ چھوٹے بڑے سبھی لوگوں کے لیے اس کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا اور ہر عمر کے لوگوں کے لیے یہ نفع بخش ہے۔

کتاب کی مذکورہ بالا خصوصیات کی وجہ سے میرے ہم سفر علمی ساتھی ڈاکٹر عبدالعزیز السلمی حفظہ اللہ نے مجھ سے اسے اردو قالب میں ڈھالنے کی پیش کش کی تاکہ اردو خواں

(۳) البتہ اردو ترجمہ میں ہر حدیث کا مناسب عنوان قائم کر کے راویان کا مختصر تعارف بھی پیش کر دیا گیا ہے، تاکہ حدیث کے بارے میں مکمل جانکاری ہو سکے۔

طلبہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ ناچیز نے اسے اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھا اور اس ذمہ داری کو قبول فرمایا۔

کتاب کے ترجمہ میں آسان، عام فہم اور شستہ اسلوب اپنایا گیا ہے تاکہ قارئین اور بالخصوص چھوٹے بچوں کو اسے سمجھنے میں کوئی دشواری نہ پیش آئے۔ اسی طرح کتاب کے ترجمہ میں حتی المقدور مؤلف کے مقصود اور عبارت کی رعایت کی گئی ہے اور اسے عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر اس کے باوجود بھی کمی کا امکان ہے، کیوں کہ کمال صرف اللہ عزوجل کا خاصہ ہے۔ میں اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوں اس کا فیصلہ قارئین اور اہل علم ہی فرمائیں گے۔

لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں کوئی کمی اور سقم نظر آئے تو براہ کرم خاکسار کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں تاکہ اس کمی کو دور کیا جاسکے۔

میں اس ترجمہ کی تکمیل پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کی تحمید و ثنائیاں کرتا ہوں کہ اسی کی توفیق سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اور حدیث نبوی ﷺ: ”جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا“^(۳) کے مطابق ان تمام احباب

(۳) صحیح سنن ابی داؤد (رقم: ۴۸۱۱)۔

کا شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب کی تیاری اور اس کی اصلاح میں اپنا تعاون فرمایا، اور اپنی بیش قیمت مشوروں سے نوازا، اور بالخصوص مولانا جمشید عالم سلفی حفظہ اللہ کا، جنہوں نے ترجمہ کو نہایت عرق ریزی سے، جستہ جستہ، از اول تا آخر پڑھا اور اس کے نوک پلک کو سنوارا۔

رب کریم سے میری دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے نفع کو عام کرے اور اسے فاضل مولف، مترجم، مراجعین، والدین، جملہ اساتذہ کرام اور اس کی نشر و اشاعت میں تعاون کرنے والے تمام احباب کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم.

۲۵ رمضان المبارک، ۱۴۴۱ھ

طالب دُعا:

ابو فیصل ضیاء اللہ مدنی

(abufaisalzia@yao.com)

پیش لفظ (از مؤلف)

الحمدُ لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين، أمّا بعد :

علمائے کرام نے ”اربعین“ کے موضوع پر بہت ساری کتابیں تالیف کی ہیں، جن میں سب سے مشہور ”الأربعون النووية“ ہے۔

یہ کتاب نبی کریم ﷺ کی چالیس احادیث پر مشتمل ہے، جسے امام نووی رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے، تاکہ طالب علم انھیں یاد کر سکیں اور ان کے معانی کو سمجھ سکیں۔

اسی طرح چالیس حدیثوں پر مشتمل کتابوں میں سے:

ہروی کی ”الاربعین فی دلائل التوحید“، ابن المفضل کی ”الاربعین الالہیہ“ اور ابن عساکر کی ”الاربعین البلدانیہ“ ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں۔

مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں نے چھوٹی اور مختصر احادیث میں سے چالیس حدیثوں کو مختلف شرعی موضوعات کے تحت جمع کیا ہے، تاکہ اسے ہمارے بچے اور بچیاں یاد کریں اور اس کی سمجھ حاصل کریں۔

میں نے اس کتاب کا نام ”الاربعین الولدانیہ“ (چالیس حدیثیں برائے اطفال) رکھا ہے۔ اور یہ تمام ایسی صحیح احادیث ہیں، جنہیں امام بخاری اور امام مسلم جیسے جلیل القدر ائمہ نے متفقہ طور پر روایت کیا ہے یا ان دونوں اماموں میں سے کسی ایک نے روایت کیا ہے۔

اللہ ان دونوں پر رحمت کی برکھاناازل فرمائے۔

میں نے ممکن حد تک اختصار اور وضاحت کے پہلو کی رعایت کرتے ہوئے ”اربعین ولدانیہ“ کی ہر حدیث کی ایسی مختصر و جامع شرح بیان کی ہے کہ اس سے حدیث کا مقصود واضح ہو جائے۔

مجھے بڑی امید ہے اور میری شدید خواہش ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اسے قبولِ حسن عطا فرما کر لوگوں کے اندر اس کی قبولیت کو عام فرمادے کہ وہ اسے یاد کریں، سبق در سبق اسے پڑھیں، شخصی اور اجتماعی طور پر اس کا مطالعہ کریں، اس کے ذریعہ مسابقتے کرائیں نیز مساجد و مدارس، گھروں اور محفلوں میں اسے دہرائیں۔

اے میرے مالک! ہمیں نفع بخش علم، عمل صالح اور دائمی توفیق عطا فرما۔

درود و سلام اور برکتیں نازل ہوں ہمارے نبی محمد (ﷺ) پر۔

محمد بن سلیمان بن عبد اللہ المہتمن

ریاض، مملکت سعودی عرب

موبائل نمبر: ۰۰۹۶۶۵۰۵۴۹۰۵۲۵

ٹوئٹر: @almohannam

ای میل: almohannam.m@gmail.com

← تنبیہ: میں نے کتاب کے خاتمہ (ص: ۱۱۵) پر چھ اہم اشارات ذکر کیے ہیں، براہ کرم! اسے دیکھنے کی زحمت کریں۔

← ”احادیث اربعین ولدانیہ“ کا مکمل عربی متن، کتاب کے آخر میں (ص: ۱۱۷) پر موجود ہے۔

ارکانِ اسلام کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما^(۵) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، (بیت اللہ کا) حج کرنا اور (ماہِ رمضان کا روزہ رکھنا۔“ متفق علیہ^(۶)

تشریح:

(۵) عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑے زاہد، اتباع سنت کے بے حد حریص اور وسیع علم رکھنے والے صحابی ہیں، بچپن ہی میں اسلام قبول کیا، مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کیا اور پہلی مرتبہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے، چھبیس سال کی عمر پر کربلا میں مکہ مکرمہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی اور ذی طوی نامی جگہ میں دفن ہوئے۔ آپ سے دو ہزار چھ سو تیس حدیثیں مروی ہیں۔

(۶) متفق علیہ یعنی جس کی روایت پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ دین اسلام میں پانچ ایسے امور ہیں، جو سب سے اہم اور سب سے واجب ہیں۔ انہی امور کو ”ارکان اسلام“ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلا رکن: لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینا۔ یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ رکن تمام رکنوں میں سب سے بڑا ہے۔ لہذا جس نے شہادتین (لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ) کو زبان سے ادا کیا اور دل سے اس پر ایمان لایا تو وہ دین اسلام میں داخل ہو گیا۔

دوسرا رکن: نماز قائم کرنا۔ (شہادتین کے بعد) نماز اسلام کے عظیم ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے نماز کو شہادتین کے فوراً بعد ذکر فرمایا۔

تیسرا رکن: زکاۃ ادا کرنا۔ زکاۃ مال کا ایک مخصوص مقدار ہے، جسے شریعت نے متعین کیا ہے، مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اسے فقراء اور مساکین وغیرہ میں سے مستحق لوگوں کو دیں۔

چوتھا رکن: رمضان کا روزہ رکھنا۔ مسلمان پر پورے ماہ رمضان کا روزہ رکھنا واجب ہے، سوائے ان معذور لوگوں پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے کہ جنہیں ان کے عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

پانچواں رکن: بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔ حج انسانی زندگی میں صرف ایک بار واجب و ضروری ہے اور یہ اس شخص پر واجب ہے، جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ یہ وہ ارکان ہیں، جن پر دین اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ ان ارکان کے احکام و آداب کی تفصیلات عقائد اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔



چند بڑے بڑے گناہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكِبَائِرِ، قَالَ : ((الْبِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ^(۷) سے روایت ہے کہ: نبی ﷺ سے کبائر (یعنی بڑے گناہ) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کا (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔“ متفق علیہ

تشریح:

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ہمیں چار ایسے امور کے بارے میں خبر دی ہے، جو کبائر اور بڑے گناہوں میں سے ہیں۔ حدیث میں نبی ﷺ نے جن کبائر کا تذکرہ فرمایا ہے، وہ مندرجہ ذیل چار ہیں:

(۷) آپ ابو حمزہ انس بن مالک انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ معروف خادم رسول ﷺ ہیں، نبی کریم ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے خادم رہے، والدہ کا نام ام سلیم ہے، بچپن ہی میں اسلام قبول کیا، آپ سے ۲۲۸۶ حدیثیں مروی ہیں، سو سال کی عمر پا کر ۹۱ یا ۹۳ھ میں بصرہ کے اندر وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

پہلا بڑا گناہ: اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ یہ سب سے بڑا گناہ اس لیے ہے، کیوں کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ایسا جرم ہے جو مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اسے کفر میں داخل کر دیتا ہے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہنے کا سبب بنتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَهُ النَّارُ ۗ

وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ [المائدہ: ۷۲]

ترجمہ: ”یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

دوسرا بڑا گناہ: والدین کی نافرمانی کرنا۔ والدین کی نافرمانی میں یہ ساری باتیں شامل ہیں: انھیں چھوڑ دینا اور ان سے قطع تعلق کر لینا، ان کے ساتھ ٹوٹکار کرنا یا افعال و کردار کے ذریعہ انھیں ستانا، ان کی فرماں برداری نہ کرنا اور ان کے ساتھ مختلف طرح سے بدسلوکی کرنا۔ وغیرہ

تیسرا بڑا گناہ: کسی جان کا (ناحق) قتل کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور یہ اللہ کی ناراضی کا سبب ہے اور آگ (جہنم) میں داخل ہونے کا بھی سبب ہے۔
جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ [النساء: ۹۳]

ترجمہ: ”اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ ناراض ہوگا، اور اللہ نے اس کی لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔“

چوتھا بڑا گناہ: جھوٹی گواہی دینا۔ الزُّور جھوٹ بولنے کو کہتے ہیں۔ جو کوئی شخص کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دیتا ہے تو وہ مکروہ اور ناپسندیدہ بات کہتا ہے اور بڑے گناہوں میں سے ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

اس لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ہر چیز میں سچائی کو اختیار کریں۔ سچائی کی صورتوں میں سے ایک صورت گواہی دیتے وقت سچ بولنا بھی ہے، لہذا جب کسی سے کسی چیز کے

بارے میں گواہی طلب کی جائے، چاہے عدالتوں میں ہو یا اس کے علاوہ کہیں اور ہو تو اسے حق اور سچائی کے ساتھ گواہی دینی چاہیے۔
 اور جھوٹ بولنے اور جھوٹی گواہی دینے سے بچنا چاہیے تاکہ وہ بڑے گناہوں میں سے کسی بڑے گناہ میں واقع نہ ہو۔



سچا مسلمان کون؟

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما^(۸) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے (دوسرے مسلمان) محفوظ رہیں۔“ متفق علیہ

تشریح:

مسلمان کبھی پختہ اسلام والا ہوتا ہے اور کبھی کمزور اسلام والا ہوتا ہے، جس طرح مومن بسا اوقات ایمان میں مضبوط ہوتا ہے اور کبھی کمزور ایمان والا ہوتا ہے۔

(۸) عبد اللہ بن عمرو بن عاص بن وائل قریشی بڑے عابد و زاہد اور تبحر علم کے صحابی ہیں، آپ کا نسب نامہ کعب بن لوی پر جاملتا ہے، اپنے والد سے صرف تیرہ برس چھوٹے ہیں اور ان سے پہلے اسلام قبول کیا، آپ سے بکثرت احادیث مروی ہیں، ۶۳ھ یا ۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ تقریباً سات سو حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

پس جو مسلمان اسلام میں پختہ اور کامل و مکمل ہو، وہی سچا مسلمان ہے اور اس کا اسلام حقیقی اسلام ہے، جسے اللہ پسند کرتا ہے اور جس سے راضی ہوتا ہے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ بے شک حقیقی مسلمان وہ ہے، جو اپنی زبان اور ہاتھ کو محفوظ رکھے اور اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو تکلیف نہ دے، نہ انھیں گالی دے اور نہ ان کی غیبت کرے اور نہ انھیں زبان سے تکلیف دے، نہ انھیں مارے اور نہ ان کی بے ادبی کرے اور نہ ان کی شان میں کوئی گستاخی کرے اور نہ اپنے ہاتھ سے ان پر کوئی زیادتی کرے۔

یہ اس شخص کی صفات ہیں، جس کا اسلام مکمل ہو۔ اور مکمل ہونے کا مطلب یہ کہ مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ اور جو کوئی مسلمانوں کو اپنی زبان یا اپنے ہاتھ سے تکلیف دے تو وہ اسلام میں ناقص اور ایمان میں کمزور ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔



مناقق کی علامتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((آيَةُ الْمُنَاقِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۹) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”مناقق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔“ متفق علیہ

تشریح:

مناققین اللہ کی بدترین مخلوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے اخروی حالت کے بارے میں باخبر کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

(۹) آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ یا عبد الرحمن ہے، اپنی کنیت ابو ہریرہ سے مشہور ہیں، آپ کا تعلق یمن کے قبیلہ دوس سے ہے، آپ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن سے سب سے زیادہ احادیثِ نبوی ہم تک پہنچی ہیں، سن ۷ھ میں فتح خیبر کے سال اسلام لائے اور اٹھتر سال کی عمر پا کر ۵۹ھ میں مدینہ کے اندر وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے تقریباً ۴۷۳ حدیثیں مروی ہیں۔

﴿إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

نَصِيرًا﴾ [النساء: ۱۴۵]

ترجمہ: ”منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان

کا کوئی مددگار پالے۔“

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ہمارے لیے منافق کی تین علامتیں اور نشانیاں بیان کی

ہیں تاکہ ہم ان خصلتوں سے دوری اختیار کر سکیں اور بچ سکیں۔

پہلی نشانی: جھوٹ بولنا

دوسری نشانی: وعدہ خلافی کرنا

تیسری نشانی: امانت میں خیانت کرنا

مذکورہ تینوں صفتیں منافق کی صفات میں سے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جھوٹ نہ بولے۔ اور جب کسی سے

کوئی وعدہ کرے تو اس کیے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی نہ کرے، بلکہ اسے پورا کرے

اور اسے نبھائے۔ اور جب کوئی اس کے پاس امانت رکھے تو اس امانت کو اس کے پاس

لوٹادے اور ٹال مٹول، تاخیر اور تردد سے کام نہ لے۔

اسی طرح جب کوئی شخص اسے خبروں میں سے کسی خبر یا کسی راز کی خبر دے اور اس سے اس خبر یا راز کو پوشیدہ رکھنے کے لیے کہے تو وہ اسے پوشیدہ رکھے اور اس کے بارے میں کسی کو خبر نہ دے، کیوں کہ افشائے راز خیانت کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔



ترکِ صلاۃ کی سنگینی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشَّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۱۰) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (حدِ فاصل) نماز کا ترک کرنا ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

شہادتین (لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ) کے بعد نماز اسلام کے ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے، اسی لیے بہت ساری آیات اور متعدد احادیثِ نبویہ میں اسے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے چھوڑنے سے روکا گیا ہے۔

(۱۰) ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ سلمی رضی اللہ عنہ بکثرت حدیثیں روایت کرنے والے بڑی عمر کے جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، اپنے والد کے ساتھ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے اور بیعتِ رضوان میں بھی آپ شامل تھے۔ آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس حدیثیں مروی ہیں، آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، ۹۴ برس کی عمر پر ۴۳ھ یا ۴۴ھ میں مدینہ کے اندر فوت ہوئے، کہا گیا ہے کہ آپ مدینہ میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔

اس حدیث میں ہمیں نماز کے معاملہ میں سستی کرنے کی خطرناکی کے بارے میں بتلایا گیا ہے اور نبی ﷺ نے اس میں یہ واضح کیا ہے کہ انسان اور کفر و شرک کے درمیان (فاصلہ مٹانے والا عمل) صرف نماز کا ترک کر دینا ہے، اگر بندہ اسے چھوڑ دے گا تو کفر اور شرک باللہ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

نیز اس میں یہ واضح دلیل ہے کہ بے شک نماز کا ترک کرنا بڑے گناہ اور عظیم ہلاکت و تباہی میں سے ہے اور یہ بڑے گناہوں میں سے سود، زنا، چوری اور شراب نوشی وغیرہ معاصی سے زیادہ سخت گناہ ہے، جب کہ یہ ساری معصیتیں بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔

اس لیے ہر مسلمان مرد اور عورت پر ضروری ہے کہ وہ نماز کا سختی سے خیال رکھیں اور اس کا خاص اہتمام کریں، کیوں کہ اس کی ادائیگی رزق و برکت، بھلائی، جنت و مغفرت اور رضائے الہی کی خوش نودی کا ذریعہ ہیں۔



اللہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ؟ قَالَ : ((الصَّلَاةُ عَلَيَّ وَفَيْتَهَا))
قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ^(۱) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ: ”اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز ادا کرنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا“ [میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“] متفق علیہ

تشریح:

(۱) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معروف فقیہ صحابی ہیں، طویل عرصہ تک نبی ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی، غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے، ساٹھ سال کی عمر میں ۳۲ھ میں مدینہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ سے ایسے نیک اعمال کے بارے میں معلوم کرتے رہتے تھے، جسے اللہ پسند کرتا ہے اور جس سے رضی ہوتا ہے۔ اور ایسا اس لیے کرتے تھے تاکہ ان اعمال کے ذریعہ اپنے رب کا تقرب حاصل کر سکیں۔

اس حدیث میں جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے ان اعمالِ صالحہ کے بارے میں دریافت کیا جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اہم اور پسندیدہ عمل: ”نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہے۔“ یعنی اسے اس کے اول وقت میں ادا کرنا ہے۔ اور نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنے میں جلدی کرنا، نماز سے رغبت و محبت کی دلیل ہے۔ اور جو کوئی اللہ کی اطاعت کو پسند کرتا ہے اللہ اسے محبوب رکھے گا۔

لہذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ نہایت سختی کے ساتھ نماز کا خیال رکھیں۔ مرد حضرات اسے مساجد میں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ادا کریں اور عورتیں گھروں میں اسے اس کے اول وقت میں ادا کریں۔

یہاں اس بات سے بھی متنبہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ: ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے نماز کے اوقات کی جان کاری رکھنی ضروری ہے، کیوں کہ نماز کے اوقات کا معاملہ بہت اہم ہے۔ اور جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کر دیتا ہے یہاں تک

کہ اس کا وقت نکل جائے تو ایسا شخص سب سے بڑی معاصی میں سے ایک معصیت اور سب سے بڑے کبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار پاتا۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے اس حدیث میں ایک ایسے دوسرے نیک عمل کا تذکرہ فرمایا ہے، جسے اللہ پسند کرتا ہے اور وہ نیک عمل والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اہم نیکیوں اور عظیم طاعات میں سے ایک ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت زیادہ محبوب عمل ہے۔ حسن سلوک کا طریقہ یہ ہے کہ اولاد خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے والدین کے ساتھ اپنے اقوال و افعال کے ذریعہ احسان و بھلائی کرے، ان کی اطاعت کرے، ان کی تکریم اور عزت افزائی کرے، ان کا خیال رکھے اور کسی بھی طرح کے قول و عمل کے ذریعہ ان دونوں کی شان میں کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ کرے، کیوں کہ یہ والدین کی نافرمانی میں شمار ہوگی اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ہم اللہ سے عفو و درگزر اور معافی چاہتے ہیں۔



گناہوں کی مغفرت کا عمدہ ذریعہ

عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الوُضُوءَ ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ ، فَصَلَّاهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَهُ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ^(۱۲) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص [نماز کے لیے] پورا وضو کرے پھر فرض نماز کے لیے (مسجد کی طرف) چلے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

(۱۲) عثمان بن عفان القرشی رضی اللہ عنہ، آپ عام الفیل کے چھ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور بعثت نبوی کے کچھ ہی عرصہ بعد اسلام قبول کیا، تیسرے خلیفہ راشد اور نبی کریم ﷺ کے داماد ہیں، ذوالنورین کے لقب سے معروف ہیں، ۲۳ھ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے، نوے یا اسی سال کی عمر میں جمعہ کے دن ۳۵ھ میں اپنے گھر کے اندر شہید کیے گئے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ہمیں ایک ایسے عظیم عمل کے بارے میں خبر دیا ہے کہ جس کے کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بہتر اجر سے نوازے گا اور وہ بہتر اجر یہ ہے کہ اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

اس عمل کا تعلق نماز سے ہے۔ اور یہ عمل درج ذیل تین ایسے امور پر مشتمل ہے، جسے مسلمان اللہ عزوجل کا قربت حاصل کرنے کے لیے انجام دیتا ہے:

اول: مکمل وضو کرنا۔ مکمل وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے کامل اور پورے طور سے اس طرح کیا جائے کہ اعضائے وضو میں سے ہر عضو تک یقینی طور پر پانی پہنچ جائے۔

دوم: فرض نماز کی ادائیگی کے ارادہ سے مسجد تک چل کر جانا۔

سوم: فرض نماز کو مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔

جو شخص ان امور کو انجام دے گا یعنی مکمل وضو کرے گا پھر مسجد تک چل کر جائے گا اور پھر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اسے یہ اچھا بدلہ حاصل گا۔ یعنی اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور اللہ جس کے گناہوں کو بخش دے وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی پانے والوں میں سے ہو گا۔



جھوٹی حدیث گھرنے کا وبال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۱۳) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا ہے: ”جو شخص جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“

متفق علیہ

تشریح:

نبی کریم ﷺ کی حدیث میں جھوٹ بولنا بڑے گناہوں اور عظیم معاصی میں سے ہے، لہذا جو شخص کوئی بات خود سے گڑھے اور یہ دعویٰ کرے کہ یہ نبی ﷺ کے فرمان میں سے ہے تو وہ بہت بڑے گناہ کا کام کرتا ہے۔ اور جو شخص رسول اللہ ﷺ پر کوئی جھوٹی بات (جھوٹ کی وضاحت کیے بغیر) نقل کرے تو اس نے ظلم و زیادتی سے کام لیا اور بہت بڑی گستاخی اور بے ادبی کا مظاہرہ کیا۔

(۱۳) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی ﷺ کی جانب منسوب جھوٹی روایتیں عام ہیں۔ اور یہ بھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض اچھے لوگ بھی نیک ارادہ سے گھڑی ہوئی حدیثوں کو نشر کرتے رہتے ہیں، جب کہ یہ انتہائی منکر اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس سے بچنے کی تلقین اور وصیت کریں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا ہو، پس جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اسے معلوم ہے کہ وہ جھوٹی ہے تو ایسا شخص دو جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہے۔“ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس لیے ہم پر واجب ہے کہ:

نبی کریم ﷺ کی طرف احادیث کو منسوب کرنے سے پہلے ان کی صحت کو جان لیں۔ ہم لوگوں پر یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس دور میں مختلف کتابوں اور معتمد ویب سائٹوں کے ذریعہ احادیث کی جانچ پرکھ کرنا اور ان کی صحت کو جاننا ہمارے لیے آسان ہو گیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتابیں اس میدان کی مشہور کتابیں ہیں۔ اور اس کے لیے ”الدرر السنیہ“ ویب سائٹ کا شعبہ ”موسوعہ حدیثیہ“ مشہور ویب سائٹ ہے۔



تکبر کی حرمت و سنگینی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ^(۱۳) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر پایا جائے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

دین اسلام بہتر اخلاق اور عمدہ خصائل والا دین ہے، اسی لیے دین اسلام نے رفق، تواضع اور نرم گوشہ اپنانے کا حکم دیا ہے اور غرور و گھمنڈ اور برتری اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۳) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۶ پر گزر چکا۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ان متکبرین کا طرز عمل اپنانے سے روکا ہے، جو لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان پر برتری جتلاتے ہیں، کیوں کہ تکبر کرنے والے لوگ جنت میں نہیں داخل ہوں گے۔ ہم اللہ سے سلامتی اور عافیت چاہتے ہیں۔

نبی ﷺ کے فرمان: ((لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر)) کا مطلب یہ ہے کہ تکبر ایک نہایت خطرناک معاملہ ہے اگرچہ یہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، بلکہ ایک معمولی ذرہ ہی ہو، یعنی وہ بہت تھوڑی مقدار ہی میں کیوں نہ ہو۔

یقیناً نبی ﷺ نے ہم کو تکبر کا معنی بتلایا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ((الْكِبْرُ بَطْرُ الْحَقِّ، وَغَمَطُ النَّاسِ)) ”تکبر حق کو ٹھکرانے، اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔“

((بَطْرُ الْحَقِّ)) کا مطلب ہے حق کو رد کر دینا اور ((غَمَطُ النَّاسِ)) کا مطلب ہے لوگوں کو حقیر جاننا۔

تکبر کی حرمت و مذمت پر دلالت کرنے والی دلیلوں میں سے نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے: ”جو شخص اپنی بڑائی کا اظہار کرے، یا متکبرانہ چال چلے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہو گا۔“ اسے بخاری نے ”الآدب المفرد“ میں جید (درست) سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

پس جب ہم نے یہ جان لیا کہ بے شک تکبر ایک بڑا گناہ اور گھٹیا خصلت ہے تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس سے دوری اختیار کریں اور ایسے پاکیزہ اعمال بجالائیں، جو ہمیں تکبر سے دور رکھیں۔ جیسے: نصیحت کی بات کو قبول کریں، حق کو تسلیم کریں، فقیروں، ضعیفوں اور نوکروں وغیرہ سے محبت کریں، ان سے لطف و مہربانی سے پیش آئیں، ان کا خاص خیال رکھیں، اور ان کے لیے نرم پہلو اپنائیں، کیوں کہ یہ باتیں دل کو پاک و صاف رکھتی ہیں اور نفس کو غرور و برتری اور تکبر وغیرہ سے بری کرتی ہیں۔

حُبَابِ بَحْرٍ كُو دِيكُوهُو هِ كِيَسَا سِرَا تُهَّاتَا هِ
تَكْبَرُوهُ بُرِي شَيْ هِ جُو فُوْرَا تُوْطُ جَاتَا هِ



قرآن سیکھنے سکھانے کی فضیلت

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) رواه البخاري.

ترجمہ: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ^(۱۵) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو (خود) قرآن سیکھے اور اسے (دوسروں کو) سکھائے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ حدیث قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کی خبر دی ہے کہ جو لوگ قرآن کو سیکھتے اور سکھاتے ہیں، وہ لوگوں میں سب سے بہترین اور اچھے لوگ ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے جلیل القدر تابعی ابو عبد الرحمن السلمي نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ: ”اسی حدیث نے مجھ

(۱۵) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۹ پر گزر چکا۔

کو اس جگہ بیٹھا رکھا ہے“ یعنی وہ دسیوں سالوں سے بیٹھ کر قرآن کو پڑھاتے رہے، اس امید سے کہ اس حدیث شریف میں وارد فضیلت و بھلائی کو پاسکیں۔

اس لیے ہر مسلمان مرد اور عورت کو چاہیے کہ وہ قرآن سے لگاؤ رکھتے ہوئے تلاوت قرآن کا اہتمام کریں، اسے سیکھنے، ادا کرنے اور اس میں مہارت پیدا کرنے کی حرص رکھیں اور اسے دوسرے کو سکھلانے میں ساجھی دار بنیں۔

سب سے بہترین اور نفع بخش بات یہ ہے کہ: قرآن سیکھنے کی غرض سے مدارس و ادارے اور مساجد میں قائم ہونے والی قرآنی حلقوں میں داخلہ لیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ہدایت، بھلائی اور نور کی راہ پر ہے۔



عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۱۶) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں، رحمان کو محبوب ہیں: سبحان اللہ و بحمده، سبحان اللہ العظیم۔“ متفق علیہ

تشریح:

نبی کریم ﷺ نے ہمیں بکثرت ذکر کرنے پر ابھارا ہے اور اس کی اہمیت و فضیلت کو بیان کیا ہے اور ہمارے لیے صبح و شام، سونے اور جاگنے کے اذکار کو مشروع قرار دیا ہے۔ یہ سب اذکار اور اس طرح کی دیگر اذکار، کتب اذکار میں موجود ہیں۔ جیسے ”کتاب الاذکار“ للنووی، ”تحفۃ الأذکار“ لابن باز، اور ”حسن المسلم“ للقطانی نیز ان کتابوں کے علاوہ بھی بہت ساری (اذکار کی کتابیں) ہیں۔

(۱۶) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

بعض اذکار عام ہیں، جنہیں کسی وقت کی تعیین اور تعداد کی تحدید کے بغیر ہر وقت پڑھنا مسلمان کے لیے مستحب ہے۔ اُنہی عام اذکار میں سے چند یہ ہیں:

سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اور انہی اذکار میں سے یہ دونوں عظیم کلمات (بھی) ہیں:

”سبحان اللہ و بحمہ، سبحان اللہ العظیم“ اور نبی ﷺ نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ یہ

دونوں (اذکار) تین خوبیوں سے ممتاز ہیں:

① یہ دونوں (کلمے) زبان پر ہلکے ہیں، اس لیے انسان بہت آسانی سے بغیر کسی مشقت کے ان کو دہرا سکتا ہے۔

② یہ دونوں (کلمے) میزان میں بھاری ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ: جو شخص ان دونوں کلمات کو کہے گا، اس کے لیے ایسا عظیم اجر ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کے ترازو کو بھر دے گا۔

③ یہ دونوں (کلمے) رحمان کے نزدیک محبوب ہیں۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں پسند فرماتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں کلمات نہایت ہی اہمیت اور عظمت کے حامل ہیں۔

لہذا انہی تمام خوبیوں اور خصوصیتوں کی وجہ سے ہم کو ان دونوں عظیم کلمات کا اور ان کے علاوہ دیگر مطلق اذکار کا اہتمام کرنا چاہیے، ہمیں اس کا حریص ہونا چاہیے نیز ہر وقت اور ہر حال میں کثرت سے ان کا ورد کرتے رہنا چاہیے تاکہ ہم بزرگ و برتر اور مہربان رب سے عظیم ثواب پاسکیں۔



تین اہم وصتیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ : بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَرَكَعَتِي الضُّحَى ، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنْامَ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۱۷) فرماتے ہیں کہ: ”میرے خلیل (نبی ﷺ) نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی: ہر ماہ تین دن روزہ رکھوں، چاشت کی دو رکعت ادا کروں اور یہ کہ سونے سے پہلے میں وتر ادا کروں۔“ متفق علیہ

تشریح:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بزرگ صحابی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے مقرب ہیں، وہ ہمیں نبی ﷺ کی وصیت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

میرے خلیل نے مجھے وصیت فرمائی۔ اور حدیث میں وارد لفظ خلیلی، حبیبی کی طرح ہے، لیکن (خلیلی) شدید محبت پر دلالت کرتا ہے، اور یہ لفظ (حبیبی) سے زیادہ بلیغ اور قوی

(۱۷) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزرا چکا۔

ہے۔ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ: میرے دوست نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی:

پہلی وصیت: ہر ماہ تین دن کا روزہ رکھنا۔ ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا عظیم سنت اور بڑی فضیلت کا کام ہے۔ نبی ﷺ نے یہ بتلایا ہے کہ ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا گویا پورے سال کا روزہ رکھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اس کے فضل و کرم کی وجہ سے ہے۔ اس سے مقصود نفلی روزہ ہے۔ اس کے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہر ماہ تین دن روزہ رکھے، چاہے تین دن مسلسل ہوں، یا متفرق ہوں۔

دوسری وصیت: صلاۃ چاشت کی وصیت۔ صلاۃ چاشت دو یا اس سے زیادہ رکعت ہیں، جو چاشت کے وقت درمیانی صبح میں ادا کی جاتی ہیں۔ لہذا مسلمان کے لیے مستحب ہے کہ وہ دو یا چار یا اس سے زیادہ رکعت، چاشت کے وقت ادا کرے، کیوں کہ اس کا بہت ثواب ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔

تیسری وصیت: وتر کی وصیت۔ وتر نوافل نماز میں سب سے افضل نماز ہے، اس کا وقت صلاۃ عشاء کے بعد سے شروع ہو کر اذانِ فجر تک رہتا ہے۔

اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے لیے ایک یا تین یا پانچ یا اس سے زیادہ رکعت بطور نفل ادا کرے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کی تعداد فردی (طاق) رہے۔ کلمہ وتر سے یہی مقصود ہے۔

یہ وصیت نبی کریم ﷺ کی طرف سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی۔ اور یہی وصیت ہم سب کے لیے ہمارے رسول اور ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔



بندہ کب اللہ کے قریب ہوتا ہے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۱۸) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے، لہذا تم (اس میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو مختلف قسم کی نیکیوں اور طاعات کے ذریعہ اپنا تقرب حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے اعمال میں سب سے بڑا عمل نماز کو فرائض و نوافل کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ جب مسلمان اپنی نماز میں داخل ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا ہے۔

(۱۸) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

پوری نماز بندہ مومن کو اللہ سے قریب کرتی ہے، مگر اسی کے ساتھ سجدہ کے دوران بندہ اللہ سے قربت کی سب سے بڑھ کر حالت میں ہوتا ہے، اس لیے کہ بندہ اپنے سجدہ میں رب کے سامنے جھکتا ہے اور اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے اور وہ خشوع و عاجزی اور محتاجی کی حالت میں اپنے رب کو پکارنے والا ہوتا ہے۔

اسی لیے سجدے یقینی طور پر دعا کی قبولیت کے مقامات میں سے ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے صحیح مسلم کی روایت کردہ ایک دوسری حدیث میں فرمایا: ”سجدہ کی حالت میں خوب دعا کرو، کیوں کہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔“

اس حدیث میں وارد لفظ (قَمْرًا) کا معنی حرّیٰ (مناسب) ہے، یعنی سجدہ میں دعا کی

قبولیت کی امید ہوتی ہے۔

اس لیے انسان کے لیے سجدہ کو لمبا کرنا مستحب ہے۔، سجدہ کی حالت میں کثرت سے دعا کا اہتمام کرنا چاہیے، کیوں کہ سجدے اور دعائیں، دنیا اور آخرت میں کامیابی اور بھلائی کے عظیم ترین اسباب میں سے ہیں۔



مومن کو لعن طعن کرنا

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)) متفق عليه .

ترجمہ: سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ^(۱۹) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ”مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔“ متفق علیہ

تشریح:

لعنت کرنا ایک عظیم گناہ اور بڑی معصیت کا کام ہے۔ بے شک ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں لعن طعن کرنے سے ڈرایا ہے اور بہت ساری احادیث میں ہمیں اس سے روکا ہے اور انہی احادیث میں سے یہ حدیث بھی ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

”مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔“

(۱۹) ثابت بن ضحاک بن خلیفہ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں، ان کی کنیت ابو یزید ہے، یہ بیعت رضوان میں شریک تھے مگر اس وقت چھوٹے تھے، صحیح قول کے مطابق ۶۳ھ میں ان کی وفات ہوئی، جب کہ ایک قول کے مطابق ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی۔

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ: ”تم اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کے ذریعہ آپس میں ایک دوسرے کو لعنت نہ کرو۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نیز نبی ﷺ نے یہ بتلایا ہے کہ: ”جب آدمی کسی شخص پر ناحق لعنت بھیجتا ہے تو ایسی صورت میں وہ لعنت اس پر واپس ہو جاتی ہے۔“ یعنی وہ لعنت اس کے کہنے والے پر لوٹ جاتی ہے۔ اسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں حسن سند سے روایت کیا ہے۔

اور طبرانی رحمہ اللہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”جب ہم کسی شخص کو اپنے بھائی پر لعنت کرتے دیکھتے تو ہم اسے کبار کار تکاب کرنے والا سمجھتے۔“

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”مسلمان شخص پر لعنت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔“

نہایت ہی افسوس اور تکلیف دہ بات ہے کہ: بہت سارے مسلمانوں کے درمیان لعنت کرنا عام ہے۔ اللہ ہی معین اور مددگار ہے۔

اس لیے ہم سب پر واجب ہے کہ ہم سب لعن طعن کی تنکیر کریں، خود بھی اس سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی سختی کے ساتھ تلقین کریں۔

انفاق فی سبیل اللہ کی برکت و فضیلت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : يَا ابْنَ آدَمَ، أَنْفِقْ؛ أَنْفِقْ عَلَيْكَ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۲۰) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو (میری راہ میں مال) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا (یعنی میں تجھے خزانہ مغیب سے عطا کرتا ہوں گا)۔“ متفق علیہ

تشریح:

جن عظیم صفات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی تعریف فرمائی ہے ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں (مال) خرچ کرنا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْمَ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ [البقرہ: ۱-۳]

(۲۰) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

ترجمہ: ”الف لام میم، اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

انفاق بہت سارے امور کو شامل ہے۔ جیسے آدمی کا اپنی اولاد اور بیوی پر خرچ کرنا، فقراء اور مساکین اور دیگر بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنا، مثلاً قرآن کریم کے نسخے چھپوا کر لوگوں میں بانٹنا، مفید کتابوں کو تقسیم کرنا، بیماروں کا علاج کرانا اور اس کے علاوہ دیگر خیراتی پروجیکٹس وغیرہ۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے خیر کے راستوں میں اپنا مال خرچ کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر خرچ کرے گا اور اپنے فضل سے انھیں نوازے گا اور اپنے وسیع عطا سے انھیں اچھا بدلہ عطا کرے گا۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ [سبأ: ۳۹]

ترجمہ: ”کہہ دیجیے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے، تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔“

پس جو شخص اپنے خاندان یا اپنے والدین یا اپنے اقرباء یا فقیروں اور محتاجوں پر خرچ کرتا ہے یا مختلف بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے اجر و ثواب لکھ دیتا ہے۔ اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے اس کے عوض روزی عطا کرتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے اسے نوازتا ہے۔ اللہ بڑے ہی فضل والا ہے۔



مومن کے لیے دنیوی مصائب کی حیثیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ، وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۲۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم لاحق ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے (اور وہ اس پر صبر سے کام لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔“^(۲۲) متفق علیہ

تشریح:

(۲۱) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔
 (۲۲) نوٹ: نصب (تھکاوٹ کو کہتے ہیں)، وصب (دامنی تکلیف، یا مرض کو کہتے ہیں) اور وصب و نصب یہ غالباً جسم کو لاحق ہوتا ہے، الھم (مستقبل کی باتوں کی فکر کرنے کو کہتے ہیں)، الحزن (ماضی میں ہونے والے کسی حادثہ کے بارے میں فکر و بے چینی لاحق ہونے کو کہتے ہیں) اور یہ بغیر ارادہ کے انسان سے ظاہر ہوتے ہیں، اور یہ عموماً دل کو لاحق ہوتے ہیں، اذی (یہ عام تکلیف ہے جو سب کو شامل ہے)، الغم (شدید الحزن یا الھم الشدید کو کہتے ہیں، یعنی وہ شدید فکر و غم گویا کہ انسان اس کے سبب بے ہوشی کا شکار ہو جائے، اور غم اسے ڈھاک لے، یہ حزن سے زیادہ بڑھ کر ہوتا ہے۔) (مترجم۔)

اس دنیا میں انسان بہت سی مشکلات اور تھکاوٹ نیز تفکرات اور غموں سے دوچار ہوتا ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ ہمیں ایک بڑی بات بتلا رہے ہیں، جسے ہمیں تمام حالات میں یاد رکھنا چاہیے، کیوں کہ یہ ایسی بات ہے، جس سے قلب کو سرور اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

انسان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، رنج و غم، فکر و اندیشہ اور تکلیف لاحق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے اور یہ مصیبتیں اس کے گناہوں کی مغفرت نیز گناہوں کے ازالے اور خاتمے کا سبب بن جاتی ہیں اور انسان مصیبت کے خاتمہ پر اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے اور اپنے مالک و پروردگار سے قریب ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے فرمان کا یہ جملہ ”یہاں تک کہ اسے کوئی کاٹنا چھبتا ہے“ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو جو تکلیف لاحق ہوتی ہے وہ اس کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، اگرچہ معمولی تکلیف ہی ہو، جیسے کاٹنا چھبنا ہی کیوں نہ ہو۔

جب انسان کو یہ حقیقت معلوم ہو گئی تو اسے اللہ کے فضل کے سبب خوش ہونا چاہیے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ صبر اور احتساب اور اللہ سے خوشی کا اظہار کرے۔ پس جو شخص اللہ سے راضی ہو تو اللہ اس سے راضی ہو گا اور اسے خوشی عطا کرے گا اور اسے اکرام و انعام اور داد و دہش سے نوازے گا۔

سلام کو عام کرنے کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَذْلكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفَشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۲۳) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جنت میں نہیں جاو گے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور تم اس وقت تک (کامل) ایمان والے نہیں بنو گے یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کی طرف نہ رہنمائی کروں کہ جب تم اسے کرنے لگو تو تم آپس میں محبت کرنے والے بن جاؤ؟ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث شریف میں ہمیں ایک نہایت ہی اہم بات کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم آپس میں محبت کرنے والے بن جائیں۔ نبی ﷺ نے ہمیں بتلایا ہے کہ ہم اس وقت

(۲۳) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

تک جنت میں نہیں داخل ہوں گے جب تک کہ ایمان والے نہ بن جائیں اور ہم حقیقی ایمان والے اسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جائیں۔

آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے کا ایک نہایت آسان طریقہ ہے، جب ہم اسے کرنے لگ جائیں گے تو ہمارے درمیان محبت عام ہو جائے گی۔ اور یہ آسان کام: سلام کو عام کرنا ہے اور اسے لوگوں کے درمیان پھیلانا ہے۔

اس حدیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ: سلام مسلمانوں کے درمیان محبت کے حصول کا ذریعہ ہے اور محبت کا حصول ایمان میں بڑھوتری کا سبب ہے اور ایمان میں زیادتی جنت میں دخول کا سبب اور ذریعہ ہے۔

سلام کرنے کا بہتر طریقہ: انسان کا (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) ^(۲۴) کہنا ہے۔

سلام لوٹانے کا بہتر طریقہ: (و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) کہنا ہے۔

اور اگر انسان صرف (السلام علیکم ورحمۃ اللہ) کہے یا صرف (السلام علیکم) کہے تو یہ بھی

ان شاء اللہ کافی ہوگا، لیکن کامل اور افضل سلام (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) کہنا ہے۔

(۲۴) یعنی تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو۔

لہذا مسلمان شخص کو سلام پھیلانے کا حریص ہونا چاہیے، اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس سے شرم نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ یہ نیکی اور ایمان میں بڑھوتری کا سبب ہے اور جنت میں داخلہ کا بھی سبب و ذریعہ ہے۔



آبرو (شرمگاہ) کی حفاظت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۲۵) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مرد کسی (دوسرے) مرد کی شرم گاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی (دوسری) عورت کی شرم گاہ کو دیکھے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ حدیث ایک بہت اہم مسئلہ کے بارے میں رہنمائی کرتی ہے، جس کی جان کاری حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا ہم پر واجب ہے۔ انسان چاہے مرد ہو یا عورت، اس کے

(۲۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ہے، خدرہ ایک انصاری قبیلہ ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں، آپ سے نبی کریم ﷺ کی تقریباً گیارہ سو ستر حدیثیں مروی ہیں، آپ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے، آپ نے تقریباً چھبیس برس کی عمر پائی اور ۷۷ھ کے آغاز میں مدینہ کے اندر فوت ہوئے اور بقیع قبرستان میں دفن ہوئے۔

پاس شرم گاہ (چھپانے کی چیز) ہے، جس کا پردہ کرنا ضروری ہے، اسی طرح دوسرے شخص پر واجب ہے کہ وہ اس سے نگاہ پست رکھے۔

حدیث میں وارد حکم کا تعلق ایک مرد کا دوسرے مرد سے اور ایک عورت کا دوسری عورت سے متعلق ہے۔ لہذا کسی آدمی کا عورت کے ستر کو دیکھنے اور کسی عورت کا کسی مرد کے ستر کی جانب دیکھنے سے متعلق بدرجہ اولیٰ وہی حکم ہو گا جو حکم ایک مرد کا دوسرے مرد اور ایک عورت کا دوسری عورت کے ستر کی جانب دیکھنے سے متعلق ہے۔

جب ہم نے اس کا حکم جان لیا تو ہم پر ضروری ہے کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اس کو چھپائیں، تاکہ لوگ اسے نہ دیکھ سکیں اور اس معاملے میں کبھی بھی سستی سے کام نہ لیں، چاہے اس کا تعلق دیکھنے سے ہو یا چھونے سے۔ اور ہم اس بات کو جان لیں کہ یہ ایسا معاملہ ہے، جس کے بارے میں کسی بھی حال میں سستی، مذاق اور تسامح (درگزر کرنا) جائز نہیں ہے۔



معذرت خواہی کی ضرورت

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَنَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّهُ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَيْدًا، فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِهِ مِنَ الْحُزْنِ، قَالَ : ((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا صعب بن جنامہ رضی اللہ عنہ^(۲۶) بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک شکار (جنگلی گدھا) ہدیہ کیا تو نبی ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور اسے قبول نہیں کیا، لیکن جب نبی ﷺ نے ان کے چہرہ پر حزن و ملال دیکھا تو فرمایا: ”ہم اس (ہدیہ) کو تمہیں اس لیے واپس کر رہے ہیں کیوں کہ ہم حالتِ احرام میں ہیں۔“ متفق

علیہ

تشریح:

(۲۶) صعب بن جنامہ لثی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ کئیث سے تھا، یہ وڈان یا الالبواء میں رہتے تھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں یا بعض لوگوں کے قول کے مطابق عہدِ عثمانی میں ان کا انتقال ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دینا پسند کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا کہ آپ ہدیے قبول فرماتے تھے اور اس کا بہتر بدلہ دیتے تھے۔

سفر حج میں، نبی ﷺ کے پاس صعّب بن جثامہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں، وہ اپنے ساتھ ایک شکار (جنگلی گدھا) لیے ہوتے ہیں، جسے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے شکار کیا تھا تاکہ آپ ﷺ اسے تناول فرمائیں، لیکن نبی ﷺ نے اس ہدیہ کو قبول نہیں فرمایا اس لیے کہ آپ محرم تھے اور شکار ممنوعاتِ احرام میں سے ہے۔

جب نبی ﷺ نے ان کے تحفہ کو لوٹا دیا تو وہ بہت غمگین اور دل شکستہ ہوئے، نبی ﷺ نے فوراً عذر پیش کیا اور (اس کی واپسی کے سبب کو) بیان فرمایا اور کہا کہ: ہم نے اسے اس لیے واپس کیا ہے کیوں کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔ اس کی وجہ سے ان کی آنکھ کو ٹھنڈک حاصل ہوئی اور وہ اس خبر کو اپنے ساتھیوں اور دوستوں کے درمیان بیان کرنے لگے۔

اس حدیث سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا کہ: اسباب کی وضاحت اور عذر بیان کرنے میں مبادرت اور جلد بازی سے کام لینا چاہیے تاکہ ہم شیطان پر راستہ کو بند کر سکیں [اور وہ ہم پر مسلط نہ ہو سکے]۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ

بَيْنَهُمْ ۗ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا﴾ [الاسراء: ۵۳]

ترجمہ: ”اور میرے بندوں سے کہہ دیجیے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں

کیوں کہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب ”ریاض الصالحین“ میں حُسن

اخلاق کے باب میں ذکر فرمایا ہے تاکہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ دل جوئی اور

تطیب خاطر کرنا اور عذر پیش کرنا محاسن اخلاق میں سے ہے۔



چغل خوری کی مذمت

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ^(۲۷) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چغل خور شخص جنت میں نہیں داخل ہوگا۔“ متفق علیہ

تشریح:

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جس میں ہمیں زبان کی آفتوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ زبان کی آفتیں بہت قسم کی ہیں۔ زبان کی انہی آفتوں میں سے غیبت اور چغلی کرنا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۲۷) ابو عبد اللہ حذیفہ بن یمان بن حسیل العبسی رضی اللہ عنہ بہادر صحابیوں میں سے ہیں، آپ نبی کریم ﷺ کے رازداں تھے، ان سے ۲۲۵ حدیثیں مروی ہیں، غزوہ خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے، عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۶ھ میں عراق کے اندران کی وفات ہوئی۔

”اس بات کو جان لو کہ یہ دونوں عادتیں بہت بری چیزوں میں سے ہیں اور کثرت سے لوگوں کے مابین عام ہوتی ہیں، یہاں تک کہ ان سے بہت کم ہی لوگ محفوظ رہتے ہیں۔“

مذکورہ حدیث میں ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں ایسی بری عادت اور عظیم گناہ سے منع فرمایا ہے، جو کبیرہ گناہ میں شمار کی جاتی ہے اور وہ نیممہ (پُچھلی) ہے۔

قیات: نمام کو کہتے ہیں، جس کا اردو ترجمہ چغلی خور ہے۔ اور نبی ﷺ نے خبر دیا ہے کہ چغلی خور جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

نیممہ: کسی کی بات کو لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کی نیت سے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور یہ مشکلات و اختلافات اور دشمنیوں کے حصول کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

اس لیے ہر مسلمان مرد اور عورت پر ضروری ہے کہ وہ نیممہ (پُچھلی) سے سختی کے ساتھ خود بچے اور دوسروں کو بھی اس سے آگاہ رکھے، کیوں کہ یہ جنت سے محرومی اور عذابِ قبر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔



نیکی کے مواقع

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ^(۲۸) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان کوئی کھیتی کرتا ہے (یا پودا لگاتا ہے) اور اس سے کوئی انسان، پرندہ یا جانور کچھ کھالیتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔“ متفق علیہ

تشریح:

کھیتی باڑی اہم انسانی کارکردگی اور اکیٹیویٹیز میں سے ہے، یہ روزی کے حصول کا سبب ہے اور بسا اوقات یہ مال داری اور ثروت کا بھی ذریعہ ہوتی ہے۔

بندوں پر اللہ کے فضل و احسان میں سے ہے کہ: انسان جب کوئی کھیتی کرتا ہے اور اس میں سے کوئی انسان، پرندہ یا جانور کھالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کھیتی کرنے والے کے

(۲۸) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۴ پر گزر چکا۔

لیے صدقہ لکھ دیتا ہے، حالاں کہ کھیتی کرنے والے نے حقیقت میں اسے صدقہ کے لیے نہیں بویا تھا، بلکہ اس نے روزی اور تجارت کی وجہ سے بویا تھا۔

اور یہ (اجر) صرف کھیتی تک منحصر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ اچھا عمل جسے انسان سرانجام دیتا ہے، جب اس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں تو اسے اجر سے نوازا جاتا ہے، پس اگر کوئی کنویں کی کھدائی کروائے اور اس سے انسان، پرندہ یا جانور سیراب ہوں یا کوئی سایہ دار چیز کا انتظام کرے اور پھر اس سے انسان، پرندہ یا جانور سایہ حاصل کریں تو اس سے اس کو ثواب حاصل ہوگا۔ اسی طرح دیگر مفید اور اچھے اعمال وغیرہ ہیں۔

اور ان تمام امور میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان اعمال کی بجا آوری کے وقت انسان احتساب و اجر کا طالب ہو۔



بُرد باری سے کام لیں!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ، فَجَاءَ يَتَقَاضَاهُ وَأَغْلَظَ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((دَعُوهُ؛ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالَ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۲۹) بیان کرتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ذمہ ایک آدمی کا قرض تھا، وہ آکر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے اس کا مطالبہ کرنا شروع کیا اور سخت وسست الفاظ بولنے لگا، اس پر نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرام نے اسے (مانے کا) ارادہ کیا، تو نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو، کیوں کہ صاحبِ حق کو مطالبہ کا حق حاصل ہے۔“ متفق علیہ

تشریح:

نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک شخص سے ایک اونٹ خرید اور اس سے یہ طے کیا کہ اسے اس کی قیمت کچھ مدت بعد دیں گے۔ جب چکانے کی مدت گزر گئی تو وہ شخص مال لینے کی

(۲۹) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

غرض سے نبی ﷺ کے پاس آیا اور اونچی آواز نیز غصے کے ساتھ اپنے مال کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ جب صحابہ نے اس کی بات کو سنا تو وہ اس پر غصہ ہو گئے اور قریب تھا کہ وہ اسے مارنے لگ جائیں، کیوں کہ اس نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پورے ادب و احترام کے ساتھ نہیں پیش آیا تھا، اس پر نبی ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو“ یعنی رہنے دو، کیوں کہ ”صاحب حق کو بولنے کا حق حاصل ہے۔“ یعنی جب وہ اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہے تو اسے اپنی راحت کے حساب سے بات کرنے کا حق ہے۔

اس حدیث سے ہم کو ایک اہم فائدہ حاصل ہوتا ہے جو لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے میں نفع بخش ہے اور وہ یہ ہے کہ: جب انسان اپنے حق کا مطالبہ کرے تو ہم پر واجب ہے کہ اسے دھیان سے سنیں، اس کی باتوں پر توجہ دیں اور اگر وہ اپنی آواز بلند کرے یا کوئی غصہ والی بات کہے تو ہم اس کا مواخذہ نہ کریں۔

اس نبوی ادب کو اپنانے سے، حق والوں تک ان کے حقوق پہنچیں گے اور ہمارے درمیان مشکلات، اختلافات اور جھگڑے میں کمی آجائے گی۔



تنگ دستوں کے ساتھ رعایت

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيُنْفِسْ عَنْ مُعَسِّرٍ ، أَوْ يَضَعْ عَنْهُ)) رواه مسلم .

ترجمہ: سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ (۳۰) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس بات سے خوشی محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا پھر اس کا (سارایا کچھ) قرض معاف کر دے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا۔

تشریح:

روز قیامت وہ دن ہوگا، جس میں اللہ بندوں کا محاسبہ کرے گا، ان کے اعمال کا مناقشہ کرے گا اور جو کچھ انھوں نے اچھا اور برا کیا ہوگا اس کا انھیں بدلہ دے گا

(۳۰) ابو قتادہ حارث بن ربیع مشہور جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، آپ ”فارس رسول اللہ ﷺ“ کے لقب سے مشہور ہیں، غزوہ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، آپ کی وفات مدینہ یا کوفہ کے اندر ۴۰ھ یا ۵۴ھ میں ہوئی، وفات سے متعلق آخری قول (۵۴ھ) زیادہ مشہور ہے۔

اور جن چیزوں میں وہ اختلاف کرتے تھے ان کے مابین اس کا فیصلہ فرمائے گا اور پھر ان کے بارے میں جنت یا جہنم میں جانے کا فیصلہ صادر فرمائے گا۔

اس عظیم دن میں لوگوں کی بے چینی میں اضافہ ہو جائے گا، اس لیے کہ وہ بڑی ہولناکیوں اور عجیب و غریب احوال کی کیفیت سے دوچار ہوں گے۔ پس جو شخص قیامت کے دن کی ہولناکیوں اور اس کی سختیوں سے نجات چاہتا ہے تو اسے تنگ دستوں کی تکلیفوں کو دور کرنا چاہیے یا ان کے قرض کو معاف کر دینا چاہیے۔

تنگ دستوں کی پریشانیاں دور کرنا اور ان کے قرض کو معاف کر دینا، نہایت ہی نیک اور جلیل القدر عمل ہے، لیکن یہ مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔ اور (تنفیس) یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی سے مال کے مطالبہ کو مؤخر کر دے یا اس سے اپنا پورا حق لینا چھوڑ دے یا اپنے واجب الحق مال میں سے کچھ حصہ چھوڑ دے اور یہی (وضع) چھوٹ دینا ہے۔

اگر آپ سے کسی شخص نے قرض لیا ہے اور پھر قرض کی ادائیگی کی گھڑی آجائے اور آپ کو یہ معلوم ہو کہ وہ تنگ دست ہے اور ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو آپ اسے مہلت دے دیں یا اسے معاف کرتے ہوئے اپنے پورے حق سے دست بردار ہو جائیں یا اپنے مال کا کچھ حصہ چھوڑ دیں۔ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ بہت بڑی نیکی پر ہیں اور اس

کی وجہ سے آپ کے لیے روزِ قیامت کی سختیوں سے نجات پانے، جنت کی کامیابی حاصل کرنے اور اللہ کی رضا پانے کی امید کی جاتی ہے۔



دھوکے بازی سے بچیں!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۳۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

نبی کریم ﷺ ایک بارش والے دن مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں چل رہے تھے، دریں اثنا آپ بازار میں چل ہی رہے تھے کہ آپ کا گذر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو (گیہوں وغیرہ کے) غلے کا ایک ڈھیر بیچ رہا تھا اور بارش کی وجہ سے وہ غلہ بھیگ گیا تھا، اس آدمی نے اس نبی کو چھپا رکھا تھا اور اسے ڈھیر کے نیچے کر دیا تھا تاکہ لوگوں کو وہ دکھائی نہ دے سکے۔

نبی ﷺ کو احساس ہوا کہ اس سامان میں کوئی عیب ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس غلہ میں اپنے ہاتھ کو ڈالا اور آپ کو تراوٹ محسوس ہوئی۔ جب آپ ﷺ کو اس کا پتا

(۳۱) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گذر چکا۔

لگا تو آپ نے اس آدمی کو پھٹکار لگائی اور فرمایا: ”تو نے اسے اوپر کیوں نہیں رکھتا کہ لوگ اسے دیکھ سکیں؟ (پھر فرمایا) جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ [یعنی مسلمانوں کے طریقے پر نہیں ہے]

مطلب یہ کہ بائع کو اپنے معاملات میں سچا اور واضح ہونا چاہیے، یعنی سچائی اور شفافیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے، نہ تو وہ ایسے سامان کی تعریف کرے جو تعریف کا مستحق نہیں اور نہ اس سامان کے عیوب میں سے کسی عیب کو چھپائے، جو خریداروں کو اس کے خریدنے میں رغبت کا سبب بنے۔ اور ناحق اپنے سامان کے بھاؤ کو نہ بڑھائے۔

اس حدیث میں دھوکہ جیسے گھٹیا گناہ اور بری عادت سے منع کیا گیا ہے اور لوگوں کو اس سے دوری اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس سے بچنے پر ابھارا گیا ہے، کیوں کہ مسلمان شخص کے لیے اپنی تجارت، اپنے معاملے، اپنی نصیحت، اپنی تعلیم اور اپنے دیگر امور میں دھوکہ دینا جائز نہیں ہے اور اللہ کے دین میں دھوکہ دھڑی کی تمام صورتیں، قسمیں اور شکلیں حرام ہیں۔



مسلمان کا حق مارنا

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ افْتَتَحَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ((وَإِنْ قَضِيًّا مِنْ أَرَاكٍ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ (۳۲) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان شخص کے حق کو قسم کے ذریعہ مارا تو اللہ اس کے لیے جہنم کو واجب کر دے گا اور اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔“ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ معمولی چیز ہی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ وہ ایک پیلو کی ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

(۳۲) ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بڑے زاہد و فاضل اور بکثرت روایت کرنے والے صحابی ہیں، مصر میں سکونت اختیار کیا اور پھر ملک شام کے شہر حمص کی جانب منتقل ہو گئے اور وہیں ۸۱ یا ۸۶ھ میں فوت ہوئے، شام میں وفات پانے والے سب سے آخری صحابی یہی ہیں، جب کہ بعض قول کے مطابق عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ہیں۔

لوگوں کے حقوق ان امور میں سے ہیں، جن کا اسلامی شریعت نے بڑا اہتمام کیا ہے۔ اسی لیے ہمارے لیے کسی شخص کے حقوق میں سے کسی بھی حق کا چھیننا جائز نہیں ہے، خواہ اس کا تعلق مال سے ہو یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے ہو۔

اس حدیث میں نبی ﷺ ہمیں لوگوں کے حقوق مارنے سے منع فرما رہے ہیں اور یہ بتلا رہے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کے حق کو جھوٹی قسم کے ذریعہ ہڑپے گا تو اس کا بدلہ اسے جہنم میں داخل کر کے اور جنت میں داخلہ سے محروم کر کے دیا جائے گا۔

جب نبی ﷺ کے صحابہ کرام نے اس بات کو سنا تو انھوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ معمولی چیز ہی ہو؟ یعنی کیا یہ سزا اس شخص کو بھی ہوگی جو لوگوں کے حقوق میں سے ایسا حق مارے جو معمولی چیز ہو؟ تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ وہ پیلو کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔“ مطلب یہ کہ لوگوں کے مال کو لینا اور ان کے حق کو مارنا، بہت سنگین معاملہ ہے، اگرچہ وہ لی گئی چیز معمولی ہی کیوں نہ ہو، جیسے پیلو کی شاخ اور مسواک کی لکڑی۔ ہم اللہ سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔



آسانی کریں سختی نہیں!

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، وَقَالَ لَهُمَا: ((بِئْسَ مَا لَكَمَا، وَبِئْسَ مَا لَكَمَا، وَبِئْسَ مَا لَكَمَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ^(۳۳) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں اور سیدنا معاذ^(۳۴) رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور ان دونوں سے فرمایا: ”تم دونوں آسانی کرنا سختی نہ کرنا، خوش خبری دینا نفرت نہ پھیلانا، اور اتفاق سے رہنا اختلاف مت کرنا۔“ متفق علیہ

تشریح:

(۳۳) ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، یہ یمن کے رہنے والے ہیں، مکہ آکر انھوں نے اسلام قبول کیا اور پھر حبشہ کی طرف ہجرت کیا، عہد فاروقی میں کوفہ اور بصرہ کے والی بنے، ۴۲ھ یا ۴۳ھ میں مکہ یا کوفہ سے قریب ثویہ کے مقام پر وفات پائی، لیکن وفات کے سلسلے میں ۴۲ھ کا قول زیادہ مشہور ہے۔

(۳۴) ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل انصاری خزرجی جلیل القدر اور فقیہ صحابی رسول ہیں، آپ کو زبان نبوت سے امت میں حلال و حرام کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے کا اعزاز حاصل ہے، نبوت کے بارہویں سال اسلام لائے، نبی ﷺ نے آپ کو یمن کا گورنر بنایا، عہد فاروقی میں شام کے حاکم مقرر کیے گئے، ۱۸ھ میں ملک شام کے اندر طاعون کی بیماری میں ۳۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔

نبی ﷺ نے دونوں بزرگ صحابیوں ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف دین کی تبلیغ اور لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے بھیجا تھا۔ اور ان دونوں کے سفر پر جانے سے پہلے نبی ﷺ نے انھیں ایک مختصر، مگر بہت عبرت آمیز نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ”تم دونوں آسانی کرنا اور سختی کرنے سے بچنا۔“ یعنی سختی اور تشدد کے بغیر لوگوں کے ساتھ معاملہ کرو، ان تک دین پہنچاؤ اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو اور انھیں بتلاؤ کہ کہ دین آسان ہے، اس میں کسی قسم کی شدت اور تنگی نہیں ہے۔

نیز آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: ”تم دونوں بشارت دینے والے بنو، نفرت پھیلانے سے بچو۔“ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسی گفتگو فرماؤ جو انھیں اللہ کے فضل کی بشارت دے اور جو انھیں اللہ کے پاس موجود (نعمتوں) کے بارے میں رغبت دلائے اور ان سے ایسی نفرت آمیز بات نہ کرو جو انھیں ایمان اور بھلائی کے کام سے روک دے۔

پھر آپ ﷺ نے تیسری وصیت فرمائی اور یہ وصیت ہر دو بھائی یا دو دوستوں یا سفر کے دو ساتھیوں کے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم دونوں اتفاق سے رہنا اور اختلاف مت کرنا۔“ یعنی تم میں سے ہر دو اشخاص میں سے ایک دوسرے کی اطاعت کرے اور جب تم دونوں میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی کو معاملات میں سے کسی

ایک معاملے کا حریص پائے تو وہ اس کی اطاعت کرے، تاکہ یہ چیز (ان دونوں کے درمیان) محبت و الفت کی بقائیز آلوسی دوستی اور ہم نشینی کے جاری رہنے کا سبب بن جائے۔ اس سے ہمیں ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ: بے شک جو دوست اپنے ساتھیوں کی بات مانتا ہے اور حسب استطاعت ان کی مخالفت نہیں کرتا تو وہ سنت پر عمل کرتا ہے اور جو شخص کثرت سے اختلاف، لڑائی جھگڑا اور مخالفت کرتا ہے تو ایسا شخص اپنے اس عمل کی وجہ سے نبی ﷺ کے طریقہ سے دوری اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔



امن کا تحفظ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ^(۳۵) سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ متفق علیہ

تشریح:

امن و امان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے اور یہ ضروریاتِ زندگی میں سے ہے۔ بے شک اللہ نے اپنے بندوں پر امن کی نعمت کے ذریعہ احسان جتلیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ

خَوْفٍ﴾ [القریش: ۳-۴]

ترجمہ: ”پس انھیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں، جس نے

انھیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا۔“

(۳۵) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۷۵ پر گزر چکا۔

معاشرہ میں امن کے تحفظ کی خاطر ہی نبی ﷺ نے لوگوں کو ڈرانے، ان کے درمیان رعب پیدا کرنے اور انھیں قتل کی دھمکی دینے کے لیے ہتھیار اٹھانے سے منع فرمایا ہے اور اس میں حاکم وقت کے خلاف خروج کرنا، اطاعت و فرماں برداری کی عصا کو چاک کرنا اور جماعت سے علاحدگی اختیار کرنا بھی شامل ہے۔

حدیث میں وارد نبی کریم ﷺ کے فرمان: ”جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے“ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اس نیت سے اپنے ہتھیار کو اٹھاتا ہے تو وہ نبی ﷺ کی (سچی) پیروی کرنے والا نہیں ہوتا ہے، اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔



کنکر بازی سے بچیں!

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ : ((إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا، وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا، وَلَكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ^(۳۶) سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے کنکری مارنے سے روکا ہے اور فرمایا کہ: ”اس سے نہ تو کوئی شکار ہوتا ہے اور نہ کوئی دشمن شکست ہی کھاتا (یا زخمی ہوتا) ہے۔ البتہ اس سے دانت ٹوٹ جاتا ہے اور آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔“ متفق علیہ

تشریح:

(۳۶) عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کا تعلق مزنیہ قبیلے سے تھا اس لیے یہ مزنی نسبت سے معروف ہوئے، پہلے یہ مدینہ میں رہتے تھے اور پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی، عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ والوں کو تعلیم دینے کے لیے جن دس لوگوں کا انتخاب کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے، ۵۹ھ یا ۶۰ھ میں بصرہ کے اندر وفات پائی۔

نبی کریم ﷺ لوگوں کو نفع بخش تعلیم دینے کے بہت حریص تھے اور انھیں ہر اس چیز سے ڈراتے تھے، جو ان کے دین اور دنیا کو نقصان پہنچائے۔ اسی خوبی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدح فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ [التوبہ: ۱۲۸]

ترجمہ: ”تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق، مہربان ہیں۔“

نیز اسی بات کا احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن

قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ [آل عمران: ۱۶۳]

ترجمہ: ”بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ایک ایسے کام سے منع فرمایا ہے، جسے بعض لوگ جاہلیت اور آغاز اسلام میں کیا کرتے تھے اور وہ خذف یعنی ہاتھ سے کنکری مارنا ہے۔ آپ ﷺ نے اس ممانعت کے سبب کی وضاحت یہ فرمائی ہے کہ اس کنکری کے مارنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، یہ نہ تو کوئی شکار کرتا ہے اور نہ دشمن کو شکست ہی دیتا ہے، بلکہ یہ ایسی چیز ہے، جو نقصان پہنچانے کا باعث ہے، اس کے لگنے سے دانت ٹوٹ جاتا ہے اور آنکھ بے کار و برباد ہو جاتی ہے۔

اور یہ ممانعت تمام لوگوں کے لیے عام ہے، خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، لیکن چھوٹے لوگوں کو اس کی یاد دہانی زیادہ ہونی چاہیے، کیوں کہ خذف ان کے درمیان زیادہ ہوتا ہے، اس لیے (اس سلسلے میں) ان کو نصیحت کرنا، ان کی رہنمائی کرنا اور انھیں تعلیم دینا (زیادہ) مناسب ہے۔



غلاموں کے ساتھ نبی ﷺ کا سلوک

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي : أُمَّ قَطُّ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ^(۳۷) بیان کرتے ہیں کہ ”میں نے دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی، مگر مجھے کبھی آپ نے اُمّ تک نہیں کہا۔“ متفق علیہ

تشریح:

جس وقت نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے پاس انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ بھی تھے (وہ اس وقت دس برس کے تھے)، پھر (ان کی والدہ نے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا انس ہے، میں اسے آپ کے پاس اس لیے لائی ہوں تاکہ یہ آپ کی خدمت کر سکے تو اس پر نبی ﷺ نے ان کا استقبال کیا۔

(۳۷) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۱۵ پر گزر چکا۔

اسی دن سے انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے خادم ہو گئے، وہ آپ کی خدمت کرتے اور آپ کی اکثر ضروریات کو پورا کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کم ہی جدا ہوتے۔

انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں ہمیں نبی ﷺ کے اخلاق کے بارے میں خبر دیا ہے، انھوں نے ہمارے لیے بیان فرمایا کہ دس سال تک انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت کی اور اس لمبی مدت کے دوران نبی ﷺ سے کوئی سرزنش، ملامت یا ڈانٹ ڈپٹ کا کلمہ نہیں سنا، حتیٰ کہ آپ ﷺ سے کبھی اُف کا کلمہ نہ سنا۔

یہ حدیث اپنے اصحاب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے عظیم اخلاق پر دلالت کرتی ہے، خواہ وہ صحابہ کرام چھوٹے ہوں یا بزرگ ہوں، خواہ وہ خادم ہوں یا قوم کے بڑے لوگ ہوں۔

اس حدیث سے ہم کو ایک اہم فائدہ یہ بھی ملتا ہے کہ ہم اپنے ماتحت نوکروں اور ملازموں کے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کریں، کیوں کہ وہ ہماری ہی طرح بشر ہیں اور ان کے تئیں ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ان کا احترام کریں، ان کا قدر کریں اور ان کے حقوق کو ادا کریں۔



مجلس کے آداب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۳۸) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی مجلس سے اٹھ جائے اور پھر اس کی طرف واپس آئے تو وہ اس (جگہ) کا زیادہ حق دار ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ہمارا دین ایک کامل دین ہے، اس دین نے ہمارے لیے چھوٹی بڑی ہر اس چیز کی وضاحت کر دی ہے، جو ہماری دنیا اور آخرت کے لیے فائدہ مند ہے۔ اسی میں سے وہ چیز ہے، جسے اس حدیث میں ہمارے لیے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ مجلس کے آداب میں سے ایک ادب ہے۔

(۳۸) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

اس ادب سے مراد یہ ہے کہ: انسان جب کسی مجلس میں بیٹھے، پھر وہاں سے اٹھ جائے اور پھر اس کی طرف واپس آجائے تو وہ اس (جگہ) کا زیادہ حق دار ہے، لہذا کسی دوسرے کے لیے اس کی جگہ لینا درست نہیں ہے۔ پس جب وہ واپس آگیا تو وہ لوگوں میں اپنی اس مجلس کا زیادہ حق دار ہے، جہاں سے اٹھ کر گیا تھا۔ اور اس میں ہر وہ جگہ داخل ہے، جہاں لوگ بیٹھے ہیں۔ جیسے عوامی بیٹھکیں، مسجدیں، علمی حلقے اور کلاسز وغیرہ۔

جب انسان کسی مجلس سے اٹھ جائے اور تھوڑی دیر بعد اس کی طرف واپس آجائے، تو وہ اس کا زیادہ مستحق اور حق دار ہے۔ اور اگر مجلس سے اٹھ جائے اور وہ اس کی طرف کافی دیر بعد واپس آئے تو وہ اس کا زیادہ حق نہیں رکھتا۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کے بعد مجلس سے اٹھ جائے اور پھر وہاں عصر کے بعد یا مغرب کے بعد یا آئندہ روز واپس آئے تو ایسا شخص اس مجلس کا مستحق نہیں ہے اور نہ اس کا حق دار ہے۔

واضح رہے کہ بہت سارے جھگڑے (خاص طور سے نوجوانوں کے درمیان) مجالس کی وجہ سے ہی ہوا کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنی مجلسوں میں شرعی آداب کو بجلائیں تو ہماری محبتیں دوبالا ہو جائیں گی اور ہمارے اختلافات کم ہو جائیں گے۔



مسلمانوں کے آلہی حقوق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ : إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَأَنْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدَّهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۳۹) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: جب تم کسی سے ملاقات کرو تو اسے سلام کہو۔ اور جب تمہیں کوئی دعوت دے تو اسے قبول کرو۔ اور جب تم سے کوئی خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرو۔ اور جب کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم اس کی چھینک کا جواب دو۔ اور جب کوئی بیمار ہو تو تم اس کی تیمارداری کرو۔ اور جب وہ مر جائے تو اس کے (جنازہ کی) اتباع کرو۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

(۳۹) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزرا چکا۔

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر بہت سارے حقوق ہیں، ان میں سے اہم ترین حقوق اس حدیث کے مطابق مندرجہ ذیل چھ ہیں:

پہلا حق: سلام کہنا۔ جب تم اپنے بھائی سے ملاقات کرو تو اسے سلام کہو اور جب وہ تم کو سلام کہے تو تم اس کے سلام کا جواب دو۔

دوسرا حق: دعوت کا قبول کرنا۔ جب تم کو کوئی دعوت دے تو اس کی دعوت پر لبیک کہو، خاص کر جب وہ تمہیں شادی کے ولیمہ کی دعوت دے، کیوں کہ اس کا قبول کرنا زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

تیسرا حق: نصیحت اور خیر خواہی کرنا۔ جب تمہارا بھائی تم سے کوئی نصیحت اور خیر خواہی طلب کرے یا کسی چیز کے بارے میں کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے سچی اور خالص نصیحت کرو۔

چوتھا حق: چھینک کا جواب دینا۔ جب تمہارے بھائی کو چھینک آئے اور وہ اس پر ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ (ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے) کہے تو تم اس پر ”يَرْحَمُكَ اللَّهُ“ (اللہ آپ پر رحم فرمائے) کے ذریعہ جواب دو۔ اور جب تم اسے ”يَرْحَمُكَ اللَّهُ“ کہو تو

اسے تمہارے لیے: ”يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ (اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کے احوال درست فرمادے) کہنا چاہیے۔

پانچواں حق: عیادت و تیمارداری کرنا۔ جب تمہارا مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو تم اس کی زیارت کرو اور یہ جان لو کہ تمہاری زیارت سے اس کے دل پر بہت بڑا اثر ہو گا اور اس پر تمہیں اللہ کے یہاں عظیم اجر ملے گا۔

چھٹا حق: اس کے جنازہ کی پیروی کرنا۔ کیوں کہ مسلمان کے حقوق دوسرے مسلمان پر موت کے بعد تک جاری رہتے ہیں۔ پس جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ کے پیچھے چلو، یعنی اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے جاؤ اور پھر اسے دفنانے کے لیے قبرستان جاؤ۔ اس میں بہت ثواب ہے، اس میں میت کے حق میں نیک دعا کی جاتی ہے اور زندہ شخص کو (بھی اس کی وجہ سے) بہت ثواب حاصل ہوتا ہے۔



راستے کے حقوق

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا : وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ : ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۳۰) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”راستہ کا حق دو۔“ لوگوں نے کہا: اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نگاہ پست رکھنا، تکلیف دینے سے دوری اختیار کرنا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔“ متفق علیہ

تشریح:

عہد نبوی ﷺ میں لوگ راستوں کے کناروں پر بیٹھ کر ایک دوسرے سے گفتگو کیا کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے اُنسیت حاصل کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا:

(۳۰) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۷۵ پر گزرجکا۔

تم راستے میں نہ بیٹھا کرو، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بیٹھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، یعنی ہم کو ان مجالس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: (اگر تم بیٹھنا ہی چاہتے ہو) تو تم راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے کہا: راستہ کا کیا حق ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے انھیں راستہ کے ان چار حقوق کے بارے میں بتلایا:

پہلا حق: نگاہ نیچی رکھنا۔ پس جو شخص راستہ میں بیٹھے اور وہ کوئی کھلا گھر دیکھے تو اس کی طرف نگاہ نہ ڈالے۔ اسی طرح اگر کوئی راستہ میں کسی عورت کو دیکھے تو اس سے اپنی نگاہ نیچی کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ۳۰]

ترجمہ: ”مسلمان مردوں سے کہو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔“

دوسرا حق: تکلیف دینے سے باز رہنا۔ اس طرح کہ راستہ کو تنگ نہ کیا جائے اور نہ ہی اس میں کوڑا کرکٹ اور گندگی وغیرہ پھینکی جائیں کہ اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔

تیسرا حق: سلام کا جواب دینا۔ جب کوئی سلام کہے تو بیٹھنے والوں پر سلام کا جواب دینا ضروری ہے، اس لیے کہ سلام کرنا سنت ہے، لیکن اس کا جواب دینا واجب ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا حُيِّئْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: ۸۶]

ترجمہ: ”اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔“

چوتھا حق: بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی اس بات پر تعریف فرمائی ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [التوبہ: ۷۱]

ترجمہ: ”مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی

سے بجالاتے ہیں زکاۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔“



وصیت کی مشروعیت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا حَقَّ أَمْرِي مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، بَيْتَ لَيْتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما^(۳۱) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس مسلمان کے پاس کوئی وصیت کی چیز ہو، اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں گزار دے، مگر یہ کہ وہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہو۔“ متفق علیہ

تشریح:

یہ حدیث ان لوگوں کے لیے وصیت کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، جن کے پاس وصیت کرنے کی کوئی چیز موجود ہو۔ اگر انسان پر کوئی قرض ہے یا اس نے زکاۃ نہیں نکالی ہے یا اس کے پاس کوئی امانت یا ودیعت یا دیگر حقوق ہیں تو ایسے شخص کے حق میں وصیت کرنا واجب ہے۔ اور اگر اس پر کوئی حق نہیں ہے تو اس پر وصیت کرنا واجب نہیں ہے،

(۳۱) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۱۲ پر گزر چکا۔

مگر اس کے لیے ایسا کرنا مستحب ہے، اس طرح کہ وہ احسان اور بھلائی کے کاموں میں اپنے تہائی یا اس سے کم مال کی وصیت کرے۔

یہاں یہ تنبیہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ: وصیت چھوٹی چیزوں میں بھی ہوتی ہے، جیسے کسی شخص نے معمولی مبلغ قرض لیا یا کوئی سامان خریدا اور اس کی قیمت بعد میں ادا کرنے کی نیت کی۔ اور اسی طرح لوگوں کی زندگی میں بار بار پیش آنے والے روزمرہ کے احوال و کیفیات وغیرہ کی وصیت کرنا۔

اسی طرح اس بات پر بھی متنبہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ: وصیت کا کوئی مخصوص صیغہ اور کلمہ نہیں ہے، البتہ وصیت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی وصیت واضح اور قابل فہم انداز میں لکھے، خواہ اسے پیپر پر لکھے یا بذریعہ ایمیل یا فون میسج کے ذریعہ لکھے یا بغیر لکھے زبانی ہی کہہ دے۔ یہ سب طریقے درست ہیں اور ان شاء اللہ یہ سب صورتیں کافی ہوں گی۔



غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما^(۳۳) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ نے تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، جو شخص قسم کھانا چاہے تو وہ (صرف) اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔“ متفق علیہ

تشریح:

اسلام کے آغاز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانہ جاہلیت کی عادت کے مطابق غیر اللہ کی قسمیں کھایا کرتے تھے، چنانچہ وہ اپنے باپوں اور ماؤوں کی قسمیں کھاتے اور شرف و امانت وغیرہ کی قسمیں کھاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمادیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے، جنہوں

(۳۳) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۱۲ پر گزر چکا۔

نے اس ممانعت کو سنا اور فوراً ہی اس حکم کی تعمیل کی اور پھر ان کی زبان پر کبھی بھی غیر اللہ کی قسم جاری نہیں ہوئی۔

راوی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! جب سے میں نے نبی ﷺ کو اس (غیر اللہ کی قسم) سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے کبھی اس کے ذریعہ قسم نہیں کھایا۔“

مسلمان شخص پر یہی بات واجب ہے کہ وہ اللہ کے حکم کو کسی تردد، ٹال مٹول اور کمزوری کے بغیر پورے عزم و اعتماد اور یقین کے ساتھ بجالائے۔

موجودہ زمانہ میں غیر اللہ کی قسم کھانے کے مظاہر میں سے بعض لوگوں کا یہ کہنا بھی ہے: تیری زندگی کی قسم، نبی کی قسم، کعبہ کی قسم وغیرہ۔ اور یہ سب حرام قسم کی صورتیں ہیں، بلکہ یہ شرک باللہ ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا: نہیں، اور کعبہ کی قسم! تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ، کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا

شُرک کیا۔“ اسے احمد، ابوداؤد، اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔



کھانے میں عیب نہ نکالیں!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : ((مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۳۳) بیان کرتے ہیں کہ: ”نبی ﷺ نے کبھی

کسی کھانے میں عیب نہیں لگایا، اگر خواہش ہوئی تو کھایا اور نہ اسے چھوڑ دیا۔“ متفق علیہ

تشریح:

نبی کریم ﷺ بہتر اخلاق والے تھے اور آپ کے اچھے اخلاق ہی کا یہ مظہر ہے کہ اچھی و پاکیزہ بات کو پسند فرماتے تھے اور نفرت آمیز اور گھٹیا بات کو ناپسند کرتے تھے۔

اس حدیث میں نبی ﷺ کے آداب میں سے ایک ادب کا تذکرہ ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ کے سامنے جب کوئی کھانا پیش کیا جاتا تو آپ کبھی اس میں عیب نہ نکالتے اور یہ نہ کہتے کہ: یہ ٹھنڈا کھانا ہے یا بے کار کھانا ہے یا پکا نہیں ہے یا اچھا نہیں ہے یا اس میں نمک کم ہے اور اس طرح کی دیگر عیوب کی قسمیں، بلکہ آپ کی عادت اور آپ کا طریقہ یہ

(۳۳) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

تھا کہ: اگر آپ کو کھانے کی چاہت اور رغبت ہوتی تو اسے تناول فرماتے اور اگر اس کی رغبت نہ ہوتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اس میں عیب نہ نکالتے۔

اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم نبی ﷺ کی پیروی کریں اور کسی بھی طرح کے کھانے میں کبھی عیب نہ لگائیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کریں، اس کی حمد و ثنا بیان کریں اور صرف اچھی بات اور پاکیزہ گفتگو ہی کریں۔



رسول ﷺ کی جسمانی خصوصیات

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ^(۳۳) بیان کرتے ہیں کہ: ”رسول اللہ ﷺ لوگوں میں چہرہ مہرہ کے اعتبار سے سب سے خوب صورت اور (بقیہ جسمانی ساخت) کے اعتبار سے سب سے حسین و جمیل تھے، آپ نہ بہت لمبے تھے اور نہ نالے (قد) کے تھے۔“ متفق علیہ

تشریح:

بے شک نبی ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے، چنانچہ اس بابت اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۳۳) براء بن عازب بن حارث بن عدی رضی اللہ عنہ مشہور انصاری صحابی ہیں، ان کی کنیت ابو عمارہ ہے، قبیلہ اوس سے ان کا تعلق تھا، ان کے والد عازب رضی اللہ عنہ بھی شرف صحابیت سے بہرہ ور ہیں، غزوہ بدر کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے، کوفہ کے اندر ۷۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [القلم: ۴]

ترجمہ: ”بے شک (آپ ﷺ) اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں۔“

آپ ﷺ اخلاقی خوب صورتی کے ساتھ ساتھ خلقت اور بناوٹ کے اعتبار سے بھی خوب صورت تھے یعنی شکل و بناوٹ کے اعتبار سے بھی بہت حسین و جمیل تھے۔ اور اسی خوب صورتی اور خوب سیرتی کے بارے میں جلیل القدر صحابی سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ لوگوں میں چہرہ مہرہ کے اعتبار سے سب سے خوب صورت اور (بقیہ جسمانی ساخت) کے اعتبار سے سب سے حسین و جمیل تھے۔“

آپ ﷺ میانہ قد کے تھے، نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت ہی چھوٹے تھے۔ ایک (دوسری) روایت میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

”آپ ﷺ میانہ قد کے تھے، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا (یعنی آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا)، آپ ﷺ کی زلفیں کانوں کی لوتک نیچے لٹکتی رہتیں، میں نے سرخ جوڑے میں آپ ﷺ سے زیادہ حسین کسی اور چیز کو نہیں دیکھا۔“

امام بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا:

”رسول اللہ ﷺ روشن رنگت والے تھے“ یعنی سفید اور گورے رنگ والے تھے، ایسی سفیدی جو سرخی مائل تھی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ اس قدر سفید تھے کہ گویا آپ موتی سے ڈھالے گئے ہوں۔“

نیز سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک روشن چاندنی رات میں دیکھا، پھر میں نے آپ ﷺ کی طرف اور چاند کی طرف دیکھا شروع کیا اور میں نے آپ ﷺ کو چاند سے زیادہ حسین و جمیل پایا۔“

اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کے خاندان پر اور آپ کے اصحاب پر بہت زیادہ رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔



عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : (عَائِشَةُ) قُلْتُ : مِنْ الرَّجَالِ؟ قَالَ : (أَبُوهَا) قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : (ثُمَّ عُمَرُ) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ^(۳۵) سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: ”آپ کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ فرمایا: ”عائشہ“ میں نے کہا: مردوں میں کون ہے؟ فرمایا: ”ان کے ابا“ میں نے کہا: پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پھر عمر ہیں۔“ متفق علیہ

تشریح:

(۳۵) عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مشہور قریشی صحابی ہیں، ان کا سلسلہ نسب کعب بن لوی پر جا ملتا ہے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو محمد ہے اور ان کی والدہ کا نام سلمی بنت نافعہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں غزوہ ذات السلاسل کی امارت سونپی تھی، انھیں کے ہاتھوں پر اللہ کے حکم سے مصر فتح ہوئی، ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں، ان کی وفات مصر میں ہوئی مگر تاریخ وفات کے سلسلے میں بڑا اختلاف ہے۔ ۳۲ھ / ۳۳ھ / ۵۱ھ / ۵۸ھ / ۶۱ھ / اور ۶۲ھ کبھی گئی ہے۔

جلیل القدر صحابی سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے مشہور اور کبار صحابہ میں سے تھے۔ اس حدیث میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب سے محبوب کون سی شخصیت ہے؟ تو نبی ﷺ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک سب سے محبوب: میری بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ پھر عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: مردوں میں آپ (ﷺ) کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے باپ، یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر عمرو بن عاص نے عرض کیا: پھر کون ہے اے اللہ کے رسول!؟ نبی ﷺ نے فرمایا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

یہ تینوں صحابہ کرام عائشہ، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب تھے۔

یہاں اس بات کا جاننا مناسب ہو گا کہ: اہل سنت و جماعت اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ خلفائے اربعہ صحابہ میں سب سے بہتر ہیں اور افضلیت میں ان کی ترتیب، ان کی خلافت کی ترتیب کی طرح ہے۔ ان میں سب سے افضل ابو بکر صدیق، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان بن عفان، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔

مطلق طور پر یہ لوگ امتِ محمد ﷺ کے سب سے افضل لوگ ہیں، ان کے متعلق اور دیگر صحابہ کرام کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے:

ہم ان سے محبت کرتے ہیں، ان کی قدر و تعظیم کرتے ہیں، ان کا احترام کرتے ہیں، ان پر ترضی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو خوش رکھے۔



کثرت سے پڑھی جانے والی دعا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) متفق عليه.

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ^(۳۶) فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی: ”اے میرے اللہ! ہمیں دینا اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔“ متفق علیہ

تشریح:

دعا عظیم ترین نیک اعمال میں سے ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی توحید کی دلیل ہے۔ اور اس کی رحمت و مغفرت اور اس کی خوش نودی کا سبب ہے۔ اور اس کی محبت اور اس کے قبول و عطا کا ذریعہ ہے۔

(۳۶) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۱۵ پر گزر چکا۔

یقیناً نبی ﷺ کثرت سے دعا کیا کرتے تھے، سنت کی کتابوں میں آپ کی دعائیں پھیلی ہوئی ہیں، سنت کی انہی کتابوں میں سے کتبِ ستہ ہیں اور وہ یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔

نبی ﷺ کی دعائیں بہت زیادہ ہیں، مگر اس کے باوجود آپ ﷺ اس دعا کو کثرت سے کیا کرتے تھے: ”اے میرے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔“ ایسا اس لیے ہے کہ یہ ایسی عظیم قرآنی دعا ہے، جو دنیا اور آخرت کی بھلائی کی جامع ہے۔

شیخ عبدالرحمن سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”دنیا میں مطلوب بھلائی کے اندر ہر وہ چیز داخل ہے، جس کا وقوع انسان کے نزدیک بہتر ہوتا ہے۔ جیسے کشادہ، خوش گووار اور حلال رزق، نیک بیوی، آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی اولاد، راحت اور نیک بختی، نفع بخش علم، نیک عمل اور دیگر محبوب مطالبات۔ اور اخروی بھلائی سے مراد: قبر و موقف اور جہنم کی سزاؤں سے حفاظت و سلامتی، رضائے الہی کا حصول، ہمیشہ ہمیش رہنے والی نعمت (جنت) سے سرفرازی اور انتہائی مہربان رب کی قربت و نزدیکی کا حصول ہے۔“

اس لیے یہ دعاب سے جامع دعابن گئی اور ترجیح کا مستحق ٹھہری اور یہی وجہ ہے کہ
 نبی کریم ﷺ اس دعا کو کثرت سے کیا کرتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے۔“



میت کو فائدہ پہنچانے والے اعمال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) رواه مسلم .

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ^(۳۷) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جب انسان مر جاتا ہے تو تین چیزوں کے علاوہ تمام اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) اس سے منقطع ہو جاتا ہے: صدقہ جاریہ، نفع بخش علم، نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ ایسے اعمال بجالائیں، جو اللہ کی رحمت سے انھیں قریب کرے اور اس کی ناراضی و سزا سے انھیں نجات دے۔ اس حدیث میں نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ انسان جب مر جاتا

(۳۷) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۱ پر گزر چکا۔

ہے تو اس کے عمل کا (ثواب) منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں، جن کا ثواب اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے:

پہلا کام: انسان اپنی زندگی میں صدقہ جاریہ کا کوئی کام کر جائے۔ جیسے اپنی زندگی میں کوئی کنواں کھدوادے اور اس کنویں کا استعمال اس کی موت کے بعد جاری رہے تو جب بھی اس کنویں سے کوئی شخص فائدہ اٹھائے گا، اس کے کھودنے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا، اگر چہ وہ قبر میں ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح مساجد، ہاسپٹلز اور مدارس کی تعمیر کروانا، بطور صدقہ قرآن کریم کے نسخے بانٹنا اور دیگر صدقات جاریہ کے کام انجام دینا وغیرہ۔

دوسرا کام: ایسا علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں، پس جس نے کسی قوم کو علم سکھلایا اور ان کو وعظ و ہدایت کی باتیں بتائیں یا کوئی کتاب تالیف کی یا اس کی طباعت و تقسیم میں شریک ہوا یا کسی نفع بخش علم کو پھیلایا تو اس کا ثواب اس کی زندگی میں بھی جاری ہو گا اور اس کے مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔

تیسرا کام: نیک اولاد (لڑکے ہوں یا لڑکیاں) چھوڑ جانا، جب آدمی اپنی اولاد کی تربیت کرتا ہے یا عورت اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرتی ہے تو ان (اولاد) کے تمام اعمال صالحہ کا ثواب ان لوگوں کے میزان حسنات میں پہنچتے ہیں، جو ان کی تربیت کرتے ہیں۔ اسی طرح

جب نیک بچہ اپنے والدین کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دونوں کا اجر و ثواب اور فضل جاری رہتا ہے۔



قال عبد الله بن الإمام أحمد أنشدني أبي -رحمه الله:-

دين النبي مصدراً أخباراً	**	نعم المطية للفتى الآثار!
لا ترغبين عن الحديث وأهله	**	فالرأى ليل والحديث نهاراً
ولربما جهل الفتى أثر الردى	**	والشمس بازغة لرها أنواراً

جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر (٢ / ٣٥)

حُسنِ خاتِمہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ)) رواه مسلم.

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ^(۴۸) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بندہ اسی (حالت) پر اٹھایا جاتا ہے، جس پر اس کی موت ہوتی ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں حُسنِ خاتِمہ کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔ یہ ایسے اہم امور میں سے ہے، جس کا اہتمام نبی ﷺ کے صحابہ کے عہد سے لے کے آج تک نیک اور صالح لوگ کرتے رہے ہیں۔

حُسنِ خاتِمہ کا مفہوم: انسان اپنی زندگی اس حال پر ختم کرے کہ وہ ایمان، بھلائی اور عمل صالح پر کاربند رہا ہو۔

(۴۸) آپ رضی اللہ عنہ کا تعارف ص ۲۴ پر گزر چکا۔

اس حدیث میں ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں اس بات کی خبر دی ہے کہ انسان جس حالت میں انتقال کرتا ہے وہ اسی حالت میں روزِ قیامت اٹھایا جائے گا، جو شخص حج یا عمرہ میں تلبیہ کہتے ہوئے فوت ہوا وہ روزِ قیامت تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا اور جو شخص اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فوت ہوا وہ روزِ قیامت اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اٹھایا جائے گا اور جو شخص کوئی برائی کرتے ہوئے فوت ہوا تو وہ روزِ قیامت برائی کرتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کے خواست گار ہیں۔

اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم برے اعمال کے ارتکاب سے اپنے آپ کو دور رکھیں اور اعمالِ صالحہ سے اپنے اوقات کو معمور کریں تاکہ ہمارا خاتمہ اچھائی پر ہو اور جب ہم روزِ قیامت اٹھائے جائیں تو اللہ کی رحمت، اس کی مغفرت اور اس کی خوش نودی کے سایے میں ہوں۔



خاتمہ کتاب

میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں، ہر قسم کی بھلائی پر اس کا ثنا خواں اور اس کی بخشش کا طلب گار ہوں۔ میں اپنے لیے اور ہر اس شخص کے لیے جو میرے ان کلمات کو پڑھے عفو و درگزر، رحمت اور رضائے (الہی) کا سوال کرتا ہوں۔

- کتاب کے خاتمہ پر درج ذیل سطور میں چند اشارات قلم بند کرنا مناسب سمجھتا ہوں:
- ① یہ کتاب چھوٹے اور بڑے (سب) کے لیے مناسب ہے، اس میں یا تو کوئی آیت یا حدیث ہے یا اہل علم کی کتابوں سے مستفاد لفظی یا معنوی ہدایت ہے۔
 - ② ان چھوٹی احادیث کا انتخاب اس لیے زیر عمل آیا تاکہ انھیں یاد کرنا آسان ہو اور مختلف موضوعات کو اس لیے اختیار کیا گیا تاکہ ان کا فائدہ زیادہ ہو۔
 - ③ میں نے کتاب کے آخر میں احادیث کو مکمل طور سے سلسلہ وار ذکر کر دیا ہے تاکہ حفظ و مراجعہ میں زیادہ آسان و مددگار ہو۔

- ④ دراصل میں نے اس ”اربعین ولدانیہ“ کو چھوٹے بچوں کو یاد کرنے کے لیے تیار کیا ہے، اس لیے میں اس کو حفظ و ضبط کرنے کی خاطر گھروں میں، مدرسوں اور انجمنوں وغیرہ میں مسابقات اور پروگرام رکھے جانے کی نصیحت کرتا ہوں۔

5) میں والدین، اساتذہ اور استانیوں کو اپنے بچوں اور بچیوں کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنے کی ترغیب دیتا ہوں تاکہ ان احادیث کے یاد کرنے سے پہلے ان کی زبانوں کی اصلاح ہو سکے اور وہ ان احادیث سے حاصل ہونے والے اسلامی آداب کو سیکھ سکیں۔

6) میں نے ان احادیث کی شرح میں بہت سارے معانی، فوائد اور ہدایات ذکر کی ہیں، مگر اس سے زیادہ معانی، فوائد اور ہدایات رہ گئی ہیں، اسی لیے میں بچوں اور بچیوں سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ بذات خود یا کسی دوسرے کے ساتھ مل کر ان (معانی و فوائد وغیرہ) کا استنباط و استخراج کر کے انھیں مکمل کریں اور ان فوائد کو قلم بند کر لیں تاکہ خود مستفید ہوں اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکیں۔

میں اللہ ہی سے توفیق کا طالب ہوں، رحمت و سلامتی اور برکتیں نازل ہوں ہمارے نبی محمد

ﷺ پر۔



احادیث اربعین ولدانیہ کا مکمل متن

۱ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) متفق عليه.

۲ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكِبَائِرِ، قَالَ : ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ)) متفق عليه.

۳ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) متفق عليه.

۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((آيَةُ الْمُتَأَفِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبًا، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا

أَوْثَمِنَ حَانَ)) متفق عليه.

۵ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشَّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) رواه مسلم.

۶ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ : ((الصَّلَاةُ عَلَى وَفْيِهَا)) قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : ((ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) متفق عليه.

۷ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الوُضُوءَ، ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَصَلَّاهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَهُ)) رواه مسلم.

۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) متفق عليه.

۹ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ)) رواه مسلم.

۱۰ - عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) رواه البخاري.

۱۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)) متفق عليه.

۱۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ : بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتِي الصُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ)) متفق عليه.

۱۳ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) رواه مسلم.

۱۴ - عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)) متفق عليه.

۱۵ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : يَا ابْنَ آدَمَ، أَنْفِقْ؛ أَنْفِقْ عَلَيَّ)) متفق عليه.

۱۶ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ، وَلَا أَدَى وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) متفق عليه.

۱۷ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفَشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) رواه مسلم.

۱۸ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ)) رواه مسلم.

۱۹ - عَنْ الصَّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّهُ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَيْدًا، فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِهِ مِنَ الْحُزْنِ، قَالَ : ((إِنَّا لَمَ نَرُدُّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ)) متفق عليه.

۲۰ - عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ)) متفق عليه.

۲۱ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بِهِيْمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) متفق عليه.

۲۲ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ، فَجَاءَ يَتَقَاضَاهُ وَأَغْلَظَ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((دَعُوهُ ؛ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) متفق عليه.

۲۳ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّهَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيُنْقِسْ عَنْ مُعْسِرٍ، أَوْ يَضَعْ عَنْهُ)) رواه مسلم.

۲۴ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) رواه مسلم.

۲۵ - عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ افْتَتَحَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ((وَإِنْ قَضِيًّا مِنْ أَرَاكَ)) رواه مسلم.

۲۶ - عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، وَقَالَ لَهُمَا : ((يَسْرًا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشْرًا وَلَا تُنْفِرَا، وَتَطَاوَعًا وَلَا تَخْتَلِفَا)) متفق عليه.

۲۷ - عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)) متفق عليه.

۲۸ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ : ((إِنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا، وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا، وَلَكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ، وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ)) متفق عليه.

۲۹ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ، فَمَا قَالَ لِي : أُفَّ قَطُّ)) متفق عليه.

۳۰ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)) رواه مسلم.

۳۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ : إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدِ اللَّهَ فَشَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدَّهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)) رواه مسلم.

۳۲ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا : وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ : ((غَضُّ الْبَصْرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) متفق عليه.

۳۳ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)) متفق عليه.

۳۴ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّ اللَّهَ يَنْهَأكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) متفق عليه.

۳۵ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : ((مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ)) متفق عليه.

۳۶ - عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ)) متفق عليه.

۳۷ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ : ((عَائِشَةُ)) قُلْتُ : مِنْ الرِّجَالِ؟ قَالَ : ((أَبُوهَا)) قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ : ((ثُمَّ عُمَرُ)) متفق عليه.

۳۸ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) متفق عليه.

۳۹ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ : صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) رواه مسلم.

۴۰ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ)) رواه مسلم.



قال الإمام الشافعي - رحمه الله -:

كُلُّ الْمَعْلُومِ هُوَ الْقُرْآنُ مَسْفَلَةٌ * إِلَّا الْحَدِيثَ وَإِلَّا الْفَقْهَ فِي الدِّينِ
الْعِلْمُ مَا كَانَ فِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا * وَمَا هُوَ ذَاكَ وَسَوَاسِئُ الشَّيَاطِينِ

طبقات الشافعية الكبرى لتاج الدين السبكي (٢٩٧/١)

فہرست کتاب

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	عرض مترجم	۴
۲	پیش لفظ از مولف	۹
۳	حدیث نمبر ایک: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ...))	۱۲
۴	حدیث نمبر دو: ((الْكِبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ...))	۱۵
۵	حدیث نمبر تین: ((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))	۱۹
۶	حدیث نمبر چار: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ...))	۲۱
۷	حدیث نمبر پانچ: ((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشَّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ))	۲۴
۸	حدیث نمبر چھ: ((أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ ...))	۲۶
۹	حدیث نمبر سات: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ...))	۲۹
۱۰	حدیث نمبر آٹھ: ((وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا))	۳۱
۱۱	حدیث نمبر نو: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ))	۳۴

۳۷	حدیث نمبر دس: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))	۱۲
۳۹	حدیث نمبر گیارہ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ...))	۱۳
۴۲	حدیث نمبر بارہ: ((أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِثَاثٍ ...))	۱۴
۴۵	حدیث نمبر تیرہ: ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ ...))	۱۵
۴۷	حدیث نمبر چودہ: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ))	۱۶
۴۹	حدیث نمبر پندرہ: ((قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : يَا ابْنَ آدَمَ، أَنْفِقْ؛ أَنْفِقْ عَلَيْكَ))	۱۷
۵۲	حدیث نمبر سولہ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ ...))	۱۸
۵۴	حدیث نمبر سترہ: ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا ...))	۱۹
۵۷	حدیث نمبر اٹھارہ: ((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ))	۲۰
۵۹	حدیث نمبر انیس: ((إِنَّا لَمْ نُرِدْهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حُرْمٌ))	۲۱
۶۲	حدیث نمبر بیس: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ))	۲۲
۶۴	حدیث نمبر اکیس: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ ...))	۲۳

۶۶	حدیث نمبر بائیس: ((كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ)).	۲۴
۶۸	حدیث نمبر تیس: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّهَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ...)).	۲۵
۷۱	حدیث نمبر چوبیس: ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)).	۲۶
۷۳	حدیث نمبر پچیس: ((مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ...)).	۲۷
۷۶	حدیث نمبر چھیس: ((يَسْرًا وَلَا تُعَسِّرًا...)).	۲۸
۷۸	حدیث نمبر ستائیس: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).	۲۹
۸۰	حدیث نمبر اٹھائیس: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ..)).	۳۰
۸۳	حدیث نمبر انیس: ((خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ...)).	۳۱
۸۵	حدیث نمبر تیس: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ...)).	۳۲
۸۷	حدیث نمبر اکتیس: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ...)).	۳۳
۹۰	حدیث نمبر تیس: ((أَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ...)).	۳۴
۹۴	حدیث نمبر تینتیس: ((مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي)).	۳۵

	فِيهِ...)).	
۹۶	حدیث نمبر چونتیس: ((إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمُ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ...)).	۳۶
۹۹	حدیث نمبر پینتیس: ((مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ...))	۳۷
۱۰۱	حدیث نمبر چھتیس: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا.	۳۸
۱۰۴	حدیث نمبر سینتیس: ((أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ?...)).	۳۹
۱۰۷	حدیث نمبر اڑتیس: ((اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً...))	۴۰
۱۱۰	حدیث نمبر انتالیس: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ...))	۴۱
۱۱۳	حدیث نمبر چالیس: ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ))	۴۲
۱۱۵	خاتمہ کتاب	۴۳
۱۱۷	احادیث اربعین ولدانیہ ایک نظر میں	۴۴
۱۲۶	فہرست کتاب	۴۵

نوٹ: کتاب ”احادیث اربعین ولدانیہ“ کے عربی نسخہ کو آڈیو، ویڈیو اور تحریری

شکل میں دیکھنے، سننے اور پڑھنے کے لیے درج ذیل لنک پر کلک کریں:

(صوت الشيخ عبد الرحمن الشاددي) <https://www.youtube.com/watch?v=jOkONIRYUId>

(صوت الشيخ عبدالعزيز المبرد) <https://drive.google.com/fPnNE٠٠Ol\Fc\NEnlAX\>



بدر إقامة منافسة في حفظ وفهم الأحاديث

تقام عن بعد
أو داخل البيوت
والمدارس

فقد سهلنا عليك المهمة !

إعلان المسابقة - تصميم متاح اضغط هنا

نموذج أسئلة اختبار لتقييم المشاركين اضغط هنا

يمكنك إنشاء نموذج الخاص، بعد إضافة بريدك الإلكتروني ورقمك السري هناك.

نموذج شهادات شكر للمشاركين اضغط هنا

تصميم متاح - تستطيع إضافة أسماء المشاركين بكتابتها عبر أي برنامج تحرير الصور



لتواصل اضغط هنا

قاعة تويتر
للحفلات

قال ابن المبارك-رحمه الله:- ((لا أعلم بعد النبوة درجة أفضل من بث العلم))
(مہذب الکمال: ۲۰/۱۶)



Urdu version

النسخة الأردنية

الأربعون الولدانية
أربعون حديثاً صحيحاً مع شرحها

محمد بن سليمان المصنفا

چالیس حدیثیں برائے اطفال
(چالیس صحیح حدیثیں شرح کے ساتھ)

اردو ترجمہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی